اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

تریسٹھواں اجلاس (دوسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 16رفروری 2023ء بروز جمعرات بمطابق 24ر رجب المرجب 1444ھ ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔	03
2	قرارداد منجانب: جناب ثناءاللہ بلوچ، رکن صوبائی اسمبلی۔	12
3	رخصت کی درخواستیں۔	18
4	قرارداد منجانب: ملک نصیر احمد شاہوانی، رکن صوبائی اسمبلی۔	19
5	توجہ دلاؤ نوٹس۔	30
6	قرارداد منجانب: ملک نصیر احمد شاہوانی، رکن صوبائی اسمبلی۔	32
7	قرارداد نمبر 158 منجانب: جناب اختر حسین لانگو، رکن صوبائی اسمبلی۔	34

ایوان کے عہدیدار

سردار بابر خان موسیٰ خیل۔۔۔۔۔۔۔۔قائم مقام اسپیکر

ایوان کے افسران

جناب طاہر شاہ کاکڑ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سیکرٹری اسمبلی

جناب عبدالرحمٰن۔۔۔۔۔اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)

جناب مقبول احمد شاہوانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔چیف رپورٹر

☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 16/فروری 2023ء بروز جمعرات بمطابق 24/رجب المرجب 1444ھ، بوقت شام 04 بجکر35 منٹ پر زیرِصدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، قائم مقام اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ از حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَ لَا تَحۡزَنُوۡا وَ اَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ﴿۳۰﴾ نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ ۚ وَ لَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَشۡتَہِیۡۤ اَنۡفُسُکُمۡ وَ لَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَدَّعُوۡنَ ﴿۳۱﴾ ط نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِیۡمٍ ﴿۳۲﴾ ع

﴿پارہ نمبر ۲۴ سُوۡرَۃُ حٰمٓ آیات نمبر ۳۰ تا ۳۲﴾

ترجمہ: تحقیق جنہوں نے کہا رَبّ ہمارا اللہ ہے پھر اُسی پر قائم رہے اُن پر اُترتے ہیں فرشتے کہ تُم مَت ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوش خبری سُنو اُس بہشت کی جس کا تُم سے وعدہ تھا۔ ہم ہیں تمہارے رفیق دُنیا میں اور آخرت میں اور تمہارے لیئے وہاں ہے جو چاہے جی تمہارا اور تمہارے لیئے وہاں ہے جو کچھ مانگو۔ مہمانی ہے اُس بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔

وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔

☆☆

جناب قائم مقام اسپیکر): جزاک اللہ۔ بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ جی ملک نصیر احمد شاہوانی صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! اس سے پہلے اجلاس میں بھی مَیں نے بجلی کا ذکر کیا تھا آپ کی مہربانی اور آپ نے اُس کمیٹی کا ذکر کیا تھا جو وزیر اعظم پاکستان نے بنائی ہے۔لیکن مَیں نے یہ کہا کہ کمیٹی بنی ہے اور ہماری ملاقات اُس سے ہونی ہے، اِس وقت 15 دن سے زیادہ گزر چکا ہے پورے بلوچستان میں جتنے بھی interior بلوچستان کے زمیندار ہیں اُنکو دو گھنٹے سے زیادہ بجلی نہیں مل رہی ہے۔اور اِس وقت ہمارا season ہے ہم نے کہا کہ گندم کی بوائی ہے، پنیری لگانا ہے اور پندرہ بیس دن سے زیادہ گزرنے کے باوجود آج بھی بجلی نہیں ہے تو اِس وقت بلوچستان کو تو چھوڑو، پاکستان کے کسی کونے میں بیس گھنٹے سے کم بجلی نہیں ہے۔لیکن بلوچستان میں دو گھنٹے سے زیادہ بجلی نہ ہونا میرے خیال میں بلوچستان کے عوام سے بھی زیادتی ہے، زمینداروں سے بھی زیادتی ہے اور پورے بلوچستان کے جتنے بھی مکتب فکر ہیں، اُن سے زیادتی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک تو یہ ہے کہ آج کا اجلاس روک کر اس پر بحث کیا جائے کہ بلوچستان کو بجلی، گیس مرکز دے گا کہ یا نہیں؟ سردیوں میں گیس نہیں ہے اور جب گرمی آتی ہے گرمیوں میں کبھی کبھار آپ کو دیکھنے کو ملتا ہے کہ اگر پنجاب، سندھ یا دوسرے گرم علاقوں میں کبھی بجلی ٹرپ کر جاتی ہے اگر دس، گیارہ، بارہ گھنٹوں سے زیادہ گزر جاتا ہے تو عوام الناس کی جمع غفیر نکل جاتی ہے دفتروں میں چلے جاتے ہیں شیشے توڑتے ہیں، کرسیاں پھینکتے ہیں، روڈیں بلاک کرتے ہیں لیکن بلوچستان کے عوام کے ساتھ ایک الگ سلوک کیا جاتا ہے اور بلوچستان کی اِس وقت دو گھنٹے کی بجلی، جناب اسپیکر صاحب! مَیں یہ کہتا ہوں کہ آج مرکز یہ اعلان کرے کہ بلوچستان کو بجلی دینی ہی یا نہیں۔ اور جو 75 فیصد بلوچستان کی آبادی ہے جنکا ذریعہ معاش زراعت ہے کیونکہ اِس ملک میں ہمیں اور کچھ تو نہیں ملا جو اپنی محنت سے جو اپنی مشقت سے لوگ کام کرتے ہیں اُن سے بھی اُنکا رزق چھین لینا تو یہ آج اعلان کریں کہ کم از کم ہم نے بلوچستان کے جو لوگ ہیں اُنکا ذریعہ معاش وہ چھین لینا ہے اور اِنکو فاقہ اور بھوکا کر کے مارنا ہے۔آپ بلوچستان کی حالت دیکھ رہے ہیں اِسی ناانصافی کی وجہ سے تو لوگ آج پہاڑوں پر ہیں یہ تو ایک دن کی بات نہیں ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ ایک دن میں یہ لڑائی شروع ہوئی اور لوگ پہاڑوں پر گئے۔ کسی شاعر کا ایک شعر کہ'' وقت کرتا ہے پرورش برسوں حادثہ ایک دم نہیں ہوتا''۔ اور یہ زیادتیاں مسلسل جاری ہیں جناب اسپیکر صاحب! اسمبلی کے 65 اراکین ہم مسلسل بولتے رہتے ہیں اخبارات کی زینت بنتی ہیں، مرکز سُنتا ہے لوگ سنتے ہیں ساری دُنیا کو چلی جاتی ہے لیکن پتہ نہیں کس طرح۔ دو گھنٹے بھی جناب اسپیکر صاحب! کوئی بجلی ہے جو ہمارے لوگوں کو ملتی ہے کس لئے؟ یہ ناانصافی کس لئے؟ آپ نے پچھلی دفعہ بھی رولنگ دے دی کہ میں یہاں کیسکو چیف کو بلاؤنگا اُن سے بات کریں گے تو وہ اعلان کریں کیسکو چیف سے لکھ کر لیا گیا ہے کہ اگر میں بلوچستان سے روینیو اکھٹا نہ کر سکا تو مجھے ہٹایا جائے۔اور یہ میں اپنی رضامندی سے لکھ رہا ہوں اور یہ سلسلہ

جاری ہے ابھی وہ ہمارے لوگوں کے گلے پر چھری چلائیں گے، لوگوں کے ٹرانسفارمرز زبردستی اُٹھائیں گے اُنکی بجلی بند کریں گے، جناب اسپیکر صاحب! ایک یا تو متبادل بلوچستان کیلئے کوئی ذریعہ روزی، ذریعہ معاش کا بندوبست کیا جائے، یا تو پھر اس بجلی کو چھین لیا جائے، ختم کردیا جائے بلوچستان کے عوام جس طرح پہلے ہی وہ پتھر کے زمانے میں رہ رہے تھے آج بھی اُسی پر گزارا کریں گے۔ اِس ملک میں میرے خیال میں ہم سب سے پیچھے ہیں یہ ہماری قسمت نہیں ہے یہ ہمارے حکمرانوں کے کرتوت ہیں، جو کم از کم 70 سال سے بلوچستان کے عوام کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ جناب اسپیکر! یہ ایک اہم مسئلہ ہے یہ انسانی جانوں کا مسئلہ ہے یہ کربلا نہیں ہے، یہ آج یزید کی حکومت ہے جس کی بھی ہے PDM کی ہے جس میں ہم سب شامل ہیں لیکن بلوچستان کے ساتھ جو ظلم ہو رہا ہے اُس پر ہم آواز ضرور اُٹھائیں گے۔ دوسری بات جناب اسپیکر صاحب! مَیں ایک اور بات بھی کہنا چاہتا ہوں یہ بلا بیہودہ زمینوں کی۔ جناب اسپیکر! بلا بیہودہ زمینوں کے حوالے سے ہمارے ہائی کورٹ کا ایک larger bench کا فیصلہ آ گیا کہ یہ زمینیں قبائل کی ہیں اور پاکستان سے پہلے بھی یہ قبائل کی تھیں اور اُس کے بعد بھی اور اب اِس بلوچستان میں جن جن علاقوں میں settlement نہیں ہو چکا ہے میرے خیال میں پورے بلوچستان کے 6 یا 9 فیصد میں settlement ہو چکا ہے۔ سرکار کا کہیں پر ذکر نہیں ہے کہ یہ زمین سرکاری ہے۔ لیکن حکومت بضد ہے کہ جتنی بھی بنجر زمینیں پڑی ہوئی ہیں وہ ہماری زمینیں ہیں۔ اگر حکومت کے ساتھ کوئی بھی ایک چھوٹا سا کاغذ ہے ایک کوئی چیز ہے بلوچستان کے حوالے سے کہ سرکاری زمین ہے ہم اُنکو دینے کیلئے تیار ہیں بلوچستان ہائی کورٹ کے larger bench نے جو فیصلہ کیا اُس کے بعد ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یہاں settlement شروع ہونا چاہیے تھا لیکن settelement کو چھوڑ کر وفاقی، ہم سپریم کورٹ چلیں گئے اور یہاں کھانے پینے کا ایک دھندہ شروع ہو گیا۔ یہاں تھوڑا کچھ علاقوں کو میں settlement شروع ہوا ہے خصوصاً کوئٹہ میں ایک لُوٹ مار شروع ہو چکی ہے اور خاص کر جو مال کا عملہ ہے جو settlement کا عملہ ہے اُنہوں نے اِتنے گُھپلے کئے ہیں میں آپ کو مثال دینا چاہتا ہوں کہ جناب اسپیکر صاحب! مشرقی بائی پاس پر جتنی بھی کریش مشینیں ہیں اگر اُنکو مائنز نے الاٹ کی ہے تو صرف کریش کے لئے الاٹ کی لیکن وہ زمین ہزاروں ایکڑ اُن لوگوں کو نوازا گیا ہے وہ مائنز کے عملے سے لے دے کے۔ جناب اسپیکر صاحب! میری باتیں غور سے سُنیں یہ بلوچستان کی عوام کی باتیں ہیں اور اِس پر آج آپ رولنگ دے دیں کمیٹی، وہ مائنز کے نام پر، وہاں کا پہاڑ الاٹ ہو سکتا ہے کوئلہ کی کان الاٹ ہو سکتی ہے کوئی سنگِ مرمر کی کان الاٹ ہو سکتی ہے اُنکو زمینیں الاٹ کی گئی ہیں اور یہ settlement کے نام پر آج انہوں نے وہ مائنز والا وہ کریش مشین الاٹ کیا تھا اُس کے ساتھ ہزار ایکڑ آپ وہ settlement میں اُنہی کے نام پر یہ سب ہو چکے ہیں اور مشرقی بائی پاس میں جس نے بھی کیا ہے مال کے عملے یہ سارے شامل ہیں۔ ہمارا جو settlement officer بیٹھا ہوا ہے یہ اتنا طاقتور ہے کہ اس کو

وزیراعلیٰ صاحب بھی نہیں ہٹا سکتے۔ یہ پتہ نہیں کدھر سے آیا ہے۔ اور اُس کے نیچے یہ سارے جتنے عملے ہیں یہ اسی کی فرمائش پر لگتے ہیں اور وہی کام کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر صاحب! ابھی دو تین چیزیں میں کہتا ہوں کہ یہ بورڈ آف ریونیو کا ایک فیصلہ ہے کہ اسٹامپ پیپر پر زمینوں کی خرید وفروخت بند کی جائے جس میں دھوکہ دہی بھی ہوتی ہے اور ساتھ ہی جو ٹیکس گورنمنٹ کو ملتا ہے اُن میں بھی بہت بڑا فراڈ اور نقصان گورنمنٹ کا ہو رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود آج اسٹامپ پر ہزاروں ایکڑ الاٹمنٹ ہو رہی ہیں جناب اسپیکر صاحب! اور یہ اس فیصلے کی بھی خلاف ورزی ہے جس میں بورڈ آف ریونیو نے خود یہ فیصلہ کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جناب اسپیکر صاحب! کہ 1941ء اور 1945ء کے بعد پھر کوئٹہ میں یہاں کوئی بندوبست نہیں ہوا۔ اور ایک فیصلہ ہائی کورٹ کے larger bench نے کیا ہے کہ 1941ء، 1945ء میں جن زمینداروں کو زمینیں دی گئی تھیں آج settlement ہو رہا ہے اُنہی کے نام پر یہ زمینیں کیا جائیں۔ لیکن آج اگر آپ مشرقی بائی پاس کی مثال لے لیں یہ سارے اُن لوگوں کو الاٹ کی گئی ہیں جو وہاں قبضہ گیر ہیں۔ مشرقی بائی پاس میں کم سے کم چالیس افراد جناب اسپیکر صاحب! اِنہی تنازعات کے حوالے سے لقمہ اجل بن چکے ہیں۔ وہاں کم از کم ہر مہینے میں ایک دولڑائی ہو جاتی ہے کوئی مر جاتا ہے، کوئی زخمی ہو جاتا ہے اور یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ملک صاحب! اس پر آپ کوئی question یا قرارداد یا کوئی توجہ دلاؤ نوٹس لائیں۔ point of order پر اتنی لمبی تقریر نہیں ہوتی۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! دیکھیں یہ ایک مسئلہ ہے اگر آج بلوچستان میں کوئی یہ تو۔۔۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آپ اس پر question لائیں تاکہ محکمہ سے ساری detail منگوائی جائے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! آپ کو اختیار ہے اس ایوان کو اختیار ہے کہ آج اگر پورے بلوچستان میں بجلی نہیں ہے تو آپ اور یہ ایوان بھی آج فیصلہ دے سکتا ہے کہ اس ایوان کی کارروائی روک کر اس کو ایک سوال کی شکل میں شامل کیا جائے اور اس پر بحث کی جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اس پر آپ MPAs سے رائے لینی ہوگی اگر سارے MPAs اس پر متفق ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: رائے آپ سب دے دیں پورے بلوچستان میں کہیں پر بھی بجلی نہیں ہے دو گھنٹے سے زیادہ اگر MPA آج بھی اپنے علاقے کی بجلی کے لیے بات نہیں کر سکتا تو اُس کی مرضی ہے ہم لوگ تو ہاتھ اُٹھائیں گے۔ پہلے بھی ہم نے ہاتھ اُٹھائے تھے آج بھی ہاتھ اُٹھائیں گے۔ اور ساتھ ہی جناب اسپیکر صاحب! جو میں نے دوسری بات کی ہے خاص کر یہ دونوں پر۔ اس کو قرارداد کی شکل میں منظور کیا جائے اور ساتھ ہی بجلی کے عملے کو۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اِسی پر میں question کرتا ہوں پورے House کے جتنے اراکین ہیں آج کی جتنی بھی کارروائی ہے اس کو روک کر جیسے ملک صاحب بول رہے ہیں کہ بجلی پر ہم بات کریں گے۔ جتنا ایجنڈا ہے وہ میرے خیال سے اگلے دن کے لیے defer ہو جائے گا۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جی ہاں جناب اسپیکر صاحب صحیح ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آپ لوگ اس پر متفق ہیں؟

میر اختر حسین لانگو: سر! اس کے بعد باقی کارروائی بھی چلادیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: نہیں اس طرح پھر نہیں ہو سکتا ۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! آپ کی اجازت ہو گی؟

جناب قائم مقام اسپیکر: جی۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر شکریہ سر! میں اس پر ایک تجویز دینا چاہتا ہوں ملک صاحب نے بہت تفصیل کے ساتھ بات کی اور تمام اراکین اسمبلی کی بالکل ترجمانی اُنہوں نے کی ہے۔ پورے بلوچستان میں چاہے آبنوشی کے مسائل ہوں یا آبپاشی کے مسائل ہوں۔ جن سے ہمارے ٹیوب ویلز منسلک ہیں بجلی سے وہ اس وقت بالکل ایک قحط کی سی صورتحال ہو گئی ہے پورے بلوچستان میں اور اس کو already ملک صاحب نے بڑی تفصیل سے بیان کیا ہم اب اس پر کیا بات کریں گے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو باتیں اُنہوں نے کیں، اس کو اس قرارداد کی شکل میں پیش کیا جائے کہ وفاقی حکومت بلوچستان کی غربت پسماندگی اور اُس کے مسائل کو دیکھتے ہوئے جو بجلی کے گھنٹے ہیں وہ 20 سے 24,25 کر دے جتنے بھی ہو سکتے ہیں۔ اس وقت چھ، سات گھنٹے بھی نہیں دیتے۔ دوسری بات یہ کہ بجلی ظاہر ہے یہ قرارداد الگ ہو گی ناں۔ بجلی سے متعلق دوسری بات یہ ہے کہ بلوچستان کے مالی حالات کو دیکھتے ہوئے جو ٹیوب ویلز مستونگ کے قلات کے خاران کے تمام علاقوں میں اضلاع میں میرے خیال سے سیکرٹری PHE صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔ تو جتنے بھی بجلی سے چلنے والے ٹیوب ویلز ہیں وہ بند کر دیے گئے ہیں۔ اُن کو فی الفور کھولا جائے اور اُن کو کسی بھی صورت میں بند نہ کیا جائے کیوں کہ وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت کے اپنے پیسوں کا مسئلہ ہے وہ کبھی ایک دوسرے کو late transactions کرتے ہیں transfers کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے عام پبلک suffer کرتی ہے۔ تو یہ تین چیزوں کو بجلی کی حوالے سے ڈالیں پھر اگر وہ زمینوں کے حوالے سے قرارداد لانا چاہتے ہیں وہ قرارداد لے آئیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: صحیح ہے ثناء بلوچ صاحب۔ آغا صاحب! آپ تشریف رکھیں میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

میڈم بشریٰ رند صاحبہ! میں آپ کو موقع دیتا ہوں آغا صاحب! دومنٹ تشریف رکھیں۔

محترمہ بشریٰ رند: کبھی آپ لوگ خواتین کو بھی بولنے دیا کریں ہم لوگ تو بالکل نہیں بولتے۔کبھی ہمیں بھی موقع ملنا چاہیے آج ہماری باری ہے۔thank you جناب اسپیکر صاحب! کہ آپ نے مجھے فلور دیا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: میڈم بشریٰ رند صاحبہ بات کریں۔آغا صاحب! میں آپ کو اس کے بعد موقع دوں گا اُنہوں نے بہت پہلے سے مجھے بولا ہوا ہے وہ بات کرنا چاہ رہی ہیں کسی اہم issue پر۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر مواصلات وتعمیرات): میں صرف ایک بات کروں گا۔میڈم بشریٰ صاحبہ نے فرمایا کہ جی خواتین کو بولنے دیا کریں کیوں کہ ہمیں time ہی نہیں دیتے۔میں نے کہا کہ خواتین نے ہمیں گھروں میں اتنے تک کیا ہوا ہے ابھی ادھر بھی باری مانگتے ہیں تو ہم کیا کریں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی میڈم بشریٰ رند صاحبہ!

محترمہ بشریٰ رند: جی شروع کرتی ہوں اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے جو بڑا غفور الرحیم ہے۔آج میں جس topic پر بات کرنا چاہ رہی ہوں وہ ہمارے ماضی،حال اور مستقبل سے بھی ہے۔رقبے کے لحاظ سے بلوچستان سب سے بڑا صوبہ ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اذان ہے دومنٹ خاموش ہو جائیں۔

(عصر کی اذان۔خاموشی)

جناب قائم مقام اسپیکر: جزاک اللہ۔جی میڈم! آپ بات کر رہی تھیں۔

محترمہ بشریٰ رند: جی جناب اسپیکر! میں کہہ رہی تھی کہ اس کا جو آج میں اس topic پر بات کرنا چاہ رہی ہوں اس پر ایک تحریک بھی آرہی ہے ابھی ہم اُس کو بھی support کریں گے۔اس کا تعلق ہمارے ماضی،حال اور ہمارے مستقبل سے ہے، ہمارے بلوچستان سے ہے کیوں کہ بلوچستان رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے اور 75 سال ہو گئے ہیں آزادی کو since from 1947 میرا خیال ہے بلوچستان پاکستان کے ساتھ اور پاکستان بلوچستان کے ساتھ کسی نہ کسی حالات میں up and downs چلتا رہا۔اور insurgencies کے واقعات بھی پیش آئے جس میں کوہلو، ڈیرہ بگٹی، خضدار جیسے ان علاقوں میں insurgencies ہوئے۔تو جو بھی اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں وہ ڈائیلاگ کے through ہی حل کیے جاسکتے ہیں۔اور عوام کبھی نہیں چاہتے کہ وہ اس طرح کے حالات میں رہیں۔اور اس طرح کی تکلیف دہ situation اپنے بچوں کے لیے چنے۔میرا خیال ہے کہ Pakistan is a State سب سے بڑا اُس کا نقصان ہوا اور Balochistan as a province سب سے بڑا نقصان ہوا۔ہم سو سال

پیچھے چلے گئے باقی صوبوں سے اور دُنیا سے۔آج اگر ہم دیکھیں تو ہم پسماندگی کے اُس کونے میں پڑے ہوئے ہیں جہاں تعلیم ہی نہیں ہے، جہاں ہیلتھ نہیں ہے، جہاں روڈز نہیں ہیں۔جو ہمارے بچے حقدار ہیں، ہمارے youth حقدار ہیں، ہماری جنریشن ساری جو جوان ہو رہی ہے اُن کو کچھ بھی یہاں دستیاب نہیں ہے۔کوئی ٹیکنیکل ووکیشنل سنٹرز اور دوسری چیزیں۔تو کیا ہم لوگ اسی طرح بلوچستان کو لاوارث چھوڑ دیں، کیا ہم اِنہی حالات میں بلوچستان کو چھوڑ دیں؟ آخر ہمارے اِن حالات کو کون دیکھے گا؟ 70% لوگ ہمارے پارلیمانی سیاست کرتے ہیں، فیڈرل کی پارلیمانی سیاست۔تو یہ 10% لوگ ہیں اس وقت یہ کہاں جائیں کہ وہ ناراض ہیں یا جو exploid ہیں ہمیں چاہیے کہ اِن 10% لوگوں کو ہم گلے لگائیں اپنے قریب لائیں، اُن کی مشکلات حل کریں اور ہمیں ہی کرنی ہیں۔کوئی باہر سے والا آ کر ہمارے مسئلے حل نہیں کرے گا۔ہمیں اپنے مسئلوں کو خود دیکھنا ہے اور یہ duty بنتی ہے ہماری لیڈرشپ کی، ہمارے سی ایم کی، پارلیمان میں جتنی بھی پارٹیز بیٹھی ہیں، اِن سب کا حق بنتا ہے کہ بلوچستان کے اپنے اُن بھائیوں کے مسئلے ہم solve کریں۔اب دیکھیں جب خون بہتا ہے، چاہے وہ پہاڑوں کے لوگوں کا بھی ہے، چاہے یہاں فوجیوں کا بھی ہے ، وہ دونوں خون ہمارے ہیں۔دُکھ اور نقصان کس کو ہوتا ہے؟ ہمیں ہوتا ہے۔اور فائدہ کون لے جاتا ہے؟ باہر والے لے جاتے ہیں۔تو اس طرح کی بیرونی قوتیں طاقتیں جو پاکستان کو استعمال کر رہی ہیں جو پاکستان کو نقصان دے رہی ہیں۔ابھی نہیں کہ جی ہم کہیں کہ جی افغانستان اور ایران directly involve ہیں۔ہم پیچھے نظر ڈالیں تو تب سے اگر ہم دیکھیں تو ہمارے پاس کابل، عراق اور رشیا، تو they were involved in Balochistan why in Balochistan? کیوں بلوچستان ہی سب کو نظر آتا ہے؟ اور بلوچستان پر ہی سب کیوں اپنی نظر کر کے بیٹھے ہیں۔کیونکہ ہم وسائل سے مالا مال ہیں۔اور کیوں ناں ہم سب ایک on borad ہو کر اپنے ہی وسائل کی جنگ ہم خود کیوں نہ لڑیں۔ہم فیڈرل سے اپنا حق کیوں نہ خود لیکر آئیں۔اس طرح ہمیں ہمارا کیا حق ملے گا؟ یہ ایک سوال ہے میری سب سے جتنے بھی لوگ یہاں بیٹھے ہیں۔کیا ہمیں اس طرح سے اپنے بچوں کے لیے حق لینا ہے جو ہم پارلیمان میں بیٹھے ہیں۔ہمارا فرض بنتا ہے جتنے بھی فیڈرل کے سیاستدان ہیں جو بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں۔اُن سب کو یکجا ہو کر کے میرے ساتھ دینا ہے۔اور ایک پارلیمانی کمیٹی کی میں یہاں پر زور درخواست کروں گی کہ ایک پارلیمانی کمیٹی بنی چاہیے، جو فوری جس کے ساتھ ہم on borad اپنی پاک arms forces کو بھی لیں۔اور اس issue کو خدارا! solve کریں۔ہماری مائیں، بہنیں، بچے در بدر تعلیم، صحت اور تمام خوشیوں سے دور ہیں۔تو کیوں نہ ہم اپنے اُن تمام بہن بھائیوں کو اپنی ہر خوشی میں ساتھ لیکر چلیں۔end میں مَیں ایک ہی بات کہوں گی کہ:

وہ روتی آنکھیں منتظر ہیں، برسوں سے
کہ کوئی عادل، کہ کوئی منصف، عدیل بن کرز میں پر آئے
خدا کوئی لائے مجھے بلائے، خدا کے لوگو خدا کے بندو!
یہ تماشہ کب تک ہے یہ لاشیں کب تک ہیں؟

توجناب! ایکrequest ہے کہ آج جو ثناء بلوچ صاحب کی قرارداد منظور ہونی چاہیے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ میڈم، آپ نے یقیناً بہت اچھی بات کہی کہ ہمیں خود اس پر سوچنا بھی چاہیے، کوئی قدم بھی اٹھانا چاہیے۔ سید عزیز اللہ آغا صاحب۔ اچھا جی ثناء بلوچ صاحب! اسی سے متعلق آپ نے بات کرنی ہے؟ سید عزیز اللہ آغا صاحب! بات کرلیں وہ پہلے سے اُٹھے ہیں۔

سید عزیز اللہ آغا: بڑی نوازش مسٹر اسپیکر!

جناب قائم مقام اسپیکر: ایک منٹ آغا صاحب! مَیں تمام علماء اور مشائخ کو بلوچستان اسمبلی آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں اپنی جانب سے اور ایوان میں جتنے بھی ممبرز ہیں۔۔۔(ڈیسک بجائے گئے) جی۔

سّید عزیز اللہ آغا: جناب اسپیکر! جو بات میں کہنا چاہتا تھا وہ ماشاءاللہ انہوں نے کہہ دی ہے۔ مہمانوں کی گیلری میں اس وقت میرے استاد محترم خطیب بلوچستان حضرت مولانا انوار الحق حقانی صاحب اور اُن کے ساتھ اُن کے دیگر رفقائے کار، عظیم علمائے کرام، جن کا تعلق پورے بلوچستان سے ہے ہمارے درمیان موجود ہیں۔ میں اپنی طرف سے اور پورے House کی طرف سے اُن تمام علمائے کرام کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ جناب اسپیکر! جیسے ملک نصیر شاہوانی صاحب نے فرمایا کہ بلوچستان بھر میں بجلی کا ایک بہت بڑا بحران چل رہا ہے۔ اس سے پہلے بھی ہم اسی floor پر بجلی اور گیس کے حوالے سے بھی بار ہا بات کر چکے ہیں۔ لیکن ہماری شنوائی یا ہماری بات کی اہمیت، اُس کی مَیں نہیں سمجھتا کہ وہ اہمیت دی جارہی ہے جس کا تقاضا یہ معاملات اور یہ مسائل کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر! بلوچستان میں گیس کا ایک بڑا بحران ہے، آپ یقین جانیں کہ میرا تعلق ضلع پشین سے ہے۔ ضلع پشین میں تقریباً تیسرا سال ہے، میں اپنے گھر کی بات آپ کو بتا رہا ہوں کہ تین سال پورے ہونے کو ہیں، ہم گھر کے اندر جو اسٹوپ جلاتے ہیں کوئلہ والی یا لکڑی والی۔ ہمارے جو گیس کے میٹر ہیں، وہ بوسیدہ ہو چکے ہیں خراب ہو چکے ہیں۔ لیکن چونکہ گیس کی سپلائی موجود نہیں ہے اور اسی حوالے سے آپ کی ood Chair کی طرف سے یہ رولنگ آئی تھی کہ انشاءاللہ تمام پارلیمانی لیڈرز اِن پر مشتمل ایک وفد اسلام آباد جائے گا۔ اور وہاں متعلقہ محکمے سے مل کر ان مسائل اور مشکلات کو حل کرنے کے لیے عملی اقدامات کیے جائینگے۔ لیکن ابھی تک نہ وہ کمیٹی بنی نہ کمیٹی کوئٹہ سے گئی اور نہ کمیٹی اسلام

آباد میں متعلقہ حکام سے ملی۔ میری گزارش ہوگی جناب اسپیکر! آپ کی good Chair کی طرف سے ایک رولنگ آنی چاہیے۔ اور زبردست رولنگ آنی چاہیے کہ گیس کا مسئلہ، بجلی کا مسئلہ، جس کا ہم سامنا کررہے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہمیں مشکلات کا سامنا ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارے بچوں کو مشکلات کا سامنا ہے۔ جس کی وجہ سے ہماری گھریلو خواتین کو ناشتہ تیار کرنے میں کھانا پکانے میں دشواری کا سامنا ہے۔ آپ کو پتہ ہے جناب اسپیکر! اس وقت بلوچستان کے بعض علاقوں میں تقریباً درجہ حرارت minus میں جارہا ہے۔ لیکن گیس پائپ لائنیں بوسیدہ ہوچکی ہیں، خراب ہوچکی ہیں، ختم ہوچکی ہیں، لیکن گیس موجود نہیں ہے۔ اس لیے خدارا بلوچستان کی حالت پر رحم کھائیں۔ ابھی محترمہ بشریٰ رند صاحبہ یہی باتیں کہہ رہی تھیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر بلوچستان مضبوط ہے تو پاکستان مضبوط ہے۔ اگر بلوچستان خوشحال ہے تو پاکستان خوشحال ہے۔ ہمیں پاکستان سے محبت ہے بڑی محبت ہے بہت محبت ہے۔ لیکن خدارا بلوچستانیوں کے حوالے سے رحم کھائیں۔ بلوچستانیوں کی حالت پر رحم کھائیں اور بلوچستان کے لوگوں کو اُن کے حقوق دیجیئے۔ گیس ہمارا حق ہے بنیادی حق ہے بجلی ہمارا حق ہے، لیکن یہاں نہ بجلی ہے اور نہ یہاں پانی ہے نہ یہاں گیس ہے آخر ہم کہا جائیں؟ جناب اسپیکر! ایک دوسرا مسئلہ جناب اسپیکر! PPHI کے ملازمین وہ بیچارے ہمیشہ رونا روتے ہیں، اُن کے مسئلے مسائل ہیں، اُن کو تنخواہیں بروقت نہیں مل رہی ہیں۔ جناب اسپیکر! آپ سے گزارش ہے کہ آپ ایک رولنگ کے ذریعے PPHI کے جو ملازمین ہیں اُن کی مشکلات کے حوالے سے اُن کی تنخواہوں کے حوالے سے اُن کو ایک اچھی زندگی بسر کرنے کے حوالے سے۔۔۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ سید عزیز اللہ آغا صاحب۔

سید عزیز اللہ آغا: تو آپ سے اُن کو اُمید ہے، ایک رولنگ دیں گے اور اُن کی مشکلات کے ازالہ کے لیے حکومت بروقت اقدامات کریگی۔ جناب اسپیکر! میں ایک منٹ میں اپنی بات کو سمیٹتا ہوں۔ جناب اسپیکر! ہمارے وزیر تعلیم تشریف فرما ہیں، سردیاں ختم ہونے کو ہیں، ہمارے تعلیمی ادارے کھلنے کو ہیں۔ میری وزیر تعلیم صاحب سے گزارش ہوگی کہ درسی کتب اُنکا فوری طور پر اگر انتظام کیا جائے۔ اور بچوں کی جو تعلیمی سال شروع ہونے کو ہیں، اس حوالے سے میری گزارش ہوگی کی منسٹر صاحب سے کہ جو درسی کتب ہیں اسکولوں کے لیے اُن کا اگر انتظام کیا جائے تو بڑی مہربانی ہوگی بڑی نوازش۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ آغا صاحب، ثناء بلوچ صاحب،

جناب ثناء اللہ بلوچ: اس کے بعد کر لیتے ہیں۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: میں پانچ منٹ بات کروں گا پھر یہ تحریک لے آتے ہیں؟

جناب قائم مقام اسپیکر: کھیتران صاحب آپ کس چیز پر بات کریں گے؟

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: بشریٰ صاحبہ نے جس topic پر بات کی ہے۔ وہ تحریک پر بات کریں گے ناں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: وہ اسی تحریک پر، تو بس جب میں تحریک پیش کروں گا پھر با قاعدہ اُس پر تمام ممبران بات کریں گے۔ ہاں یہ کاپی میرے ساتھ ہے۔ شکریہ جناب اسپیکر! بلوچستان اسمبلی، بلوچستان کے عوام کی ایک آئینہ دار ادارہ ہے۔ یہ ایک آئینی ادارہ ہے یہاں دیگر معاملات اور مسائل کے ساتھ ساتھ میرے خیال میں ہم سب کی یہی خواہش اور کوشش ہوتی ہے کہ بلوچستان کے جو گھمبیر مسائل ہیں وہ حل ہونے چاہیے۔ بلوچستان میں جو اس وقت حالات ہیں بلوچستان میں انسانی حقوق کی پامالی سے لیکر بلوچستان میں بدامنی، بے روزگاری، غربت میں اضافہ بجلی کی ناپیدی، گیس کی ناپیدی بلوچستان میں سڑکوں کا نا ہونا بلوچستان میں انڈسٹریل ڈویلپمنٹ، سب کا براہِ راست امن وامان سے ہیں۔ جناب والا! مَیں ایک تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں اس کے لیے آپ سے اجازت چاہیے تاکہ کم ازکم جو ہے ہم اس بلوچستان کے اندر جو ہماری اسمبلی ہے۔ وہ ایک عمل کو جو با قاعدہ طور پر اس کی حمایت کرے۔

(اس مرحلہ میں جناب قادر علی نائل، چیئر مین نے اجلاس کی صدارت کی)

جناب چیئر مین: کیسی تحریک؟

جناب ثناء اللہ بلوچ: میں قاعدہ 180 کے تحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ ذیل قرارداد کو پیش کرنے کی بابت قاعدہ نمبر 103 کے لوازمات کو معطل کیا جائے۔

جناب چیئر مین: Ok۔ تحریک پیش ہوئی۔

جناب چیئر مین: آیا تحریک منظور کی جائے؟

جناب چیئر مین: تحریک منظور ہوئی۔

جناب چیئر مین: لہٰذا ثناء بلوچ صاحب آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: ہر گاہ کہ بلوچستان میں غربت کے خاتمے، قدرتی وسائل سے استفادہ، انسانی حقوق کی تشویشناک صورتحال میں بہتری اچھی، حکمرانی دیرپا قیام امن اور بلوچستان کے مسائل کا حل بندوق نہیں بلکہ بات چیت میں ہے۔

پوری دنیا میں قومی تنازعات کو سیاسی و جمہوری طریقے سے truth and reconciliation کے عالمی اور مسلمہ اصولوں کے تحت حل کیئے گیئے ہے۔

لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت اور متعلقہ اداروں سے رجوع کرے کہ وہ بلوچستان میں تنازعات کو حل کرنے کے لئے فوری طور پر

truth and reconciliation commission کے قیام کو یقینی بنائے۔

جناب چیئرمین: قرارداد پیش ہوئی۔admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: admissibility پر آتا ہوں۔ جناب والا! آپ کو یہ علم ہے کہ آج کا اگر آپ اخبار کیونکہ بلوچستان میں ڈان اخبار ایک دن بعد میں آتا ہے۔آج کا ڈان اخبار اُٹھا کر دیکھ لیں کیونکہ آج والا تو آپ کو کل ملے گا۔یعنی کل والا اخبار دیکھیں اُس میں ایک خبر آئی ہے کہ 70 سال پہلے کی خبر کہ .Seventy Year Ago میں صُبح اٹھتے ہی جب چائے پی رہا تھا تو ڈان اخبار پڑھ رہا تھا۔تو مَیں نے twitt بھی کیا۔۔(مداخلت)

جناب چیئرمین: ایک منٹ یہ قرارداد نمٹائیں پھر اس کے بعد۔۔۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: صبر کریں یہ بھی سنجیدہ مسئلہ ہے۔تو جناب والا! اُس میں لکھا ہوا تھا Seventy Year .Ago اُس میں محمد علی جناح صاحب کی سبی میں ایک تقریر کا حوالہ ہے۔جس میں وہ آئے اور اُنہوں نے بلوچستان کے لیے کونسل کی تشکیل کی ہے۔جب مَیں وہ خبر پڑھ رہا تھا تو مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے اُنہوں نے آج کوئی سبی میں بات کر رہا ہے کہ بلوچستان کی غربت، بلوچستان کی پسماندگی، بلوچستان میں خراب حکمرانی، بلوچستان کے جو مسائل، بلوچستان کے لوگوں کو قومی دائرے میں شامل کرنا اِن تمام چیزوں کے حوالے سے دیا گیا تھا۔اور یہ آج کے اخبار میں ہے۔کہ لہٰذا بلوچستان کے حوالے سے ایک کونسل کی تشکیل کی جائے گی۔جو بلوچستان کے معاملات کو آگے بڑھائے اور وہ پاکستان کے دیگر شہریوں کے برابر آئے۔ یہ آپ اندازہ کریں 70 سال پہلے کی بات ہے۔آج ہر اسمبلی میں جب ہم بیٹھتے ہیں۔میرے جو سنجیدہ دوستوں نے ابھی بات کی ہے بجلی کی۔بجلی، پانی، گیس یہ سارے اِن معاملات سے متعلق ہیں۔ بجلی ہے، پانی ہے، گیس ہے، روزگار ہے، سڑکیں ہیں، انسانی وسائل کی ترقی ہے، human resource development ہے، سب منسلک ہیں جناب والا! ایک پُرامن معاشرے کے ساتھ۔اور آج بلوچستان کے اندر جو صورتحال ہے۔ جو بلوچستان کی دگرگوں صورتحال ہے۔ جہاں تمام ادارے میں یہ کہتا ہوں کہ حکمرانی سے لیکر ہمارے انتظامی، سیاسی، عدالتی، معاشرتی، معاشی، تمام پہلوؤں میں بلوچستان دن بدن پیچھے چلا جا رہا ہے۔ اور اِن دگرگوں صورتحال میں آپ کو تشدد، آپ کو لاشیں، آپ کو خون، آپ کی ماؤں کی چیخ و پکار، احتجاج، ہڑتال، لاپتہ افراد حتیٰ کہ ہر چیز آپ کو نظر آئے گی۔جب معاشرے میں ہیجانی کیفیت ہوتی ہے تو آپ کو جناب والا! خوشی اور خوش بختی نظر نہیں آتی۔تو اس صورتحال سے نکلنے کے لیے دُنیا کے اندر جناب والا! مسلمہ قوانین ہیں جن کے تحت truth and reconciliation کے process کو support کیا گیا ہے۔ یہ میرے پاس ایک لسٹ ہے۔ یہ نہیں ہے کہ دُنیا کے غریب ملکوں میں صرف .truth and reconciliation commission ہوتا ہے۔امریکہ سے لے کر

آسٹریلیا تک، آسٹریلیا سے لے کر کانگو، نمیبیا، نائجیریا، الجیریا، سیرلیون سے تا حدِ کہ آپ انڈونیشیا کے آچے سے لے کر کمبوڈیا، آپ کولمبیا، ارجنٹائن، دنیا کے کسی بھی ملک کا نام لیں، آپ کو جناب والا! یہی ملے گا کہ جن ملکوں نے ترقی کی ہے اُنہوں نے reconciliation کا process اپنایا ہے۔ reconciliation یہ ہے کہ جو مسئلہ آپ بندوق کے ذریعے سے حل کرنا چاہتے ہیں وہی مسئلہ آپ بات چیت کے ذریعے سے حل کرینگے۔ اور وہ پولیٹیکل لیڈرشپ کو، آپ سب کو جناب والا! ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بات بلوچستان کے حوالے سے آپ کو یاد ہوگا 2007ء میں پاکستان میں ایک National Reconciliation Ordinance جاری ہوا۔ لیکن بدقسمتی یہ تھی کیونکہ وہ بڑا selective سا reconciliation process تھا۔ National Reconciliation Ordinance جس میں صرف ایم کیوایم کے 25 ہزار کے قریب جو سیاسی قیدی تھے یا دوسرے قیدی تھے اُنکو رہا کر دیا گیا۔ اور پاکستان میں جو بہت بڑی اشرافیہ جس نے لوٹ مار کی تھی۔ جو کارخانے دار تھے سرمایہ دار تھے اُن کے پیسے معاف کرتے ہیں۔ اُنکو reconciliation کا نام دیا گیا۔ بلوچستان میں دولت کا نہیں ہے۔ بلوچستان میں معافی پیسوں کا اور بینکوں کا نہیں ہے۔ بلوچستان میں criminalization نہیں ہے۔ بلوچستان کے اندر ایک پولیٹیکل problem ہے۔ اِس سیاسی چیلنج کو، اِس پولیٹیکل problem کو حل کرنے کے لیے آپکو NRO نہیں آپ کو truth and reconciliation کے طرز پر معاملات کو آگے بڑھانا ہے۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: جی جی کمپلیٹ کریں۔

جناب ثناءاللہ بلوچ: جناب والا! آپ کو یاد ہوگا 11 جولائی 2021ء کو عمران خان کی سابقہ حکومت نے ایک reconciliation process کا عمل شروع کیا۔ جمہوری وطن پارٹی کے سربراہ کو اُنہوں نے اپنا اسپیشل اسسٹنٹ مقرر کیا۔ لیکن وہ reconciliation کا process آج تک successful نہیں ہوا۔ اِس لیے نہیں ہوا کیونکہ جب ہم چار، پانچ سال سے اِن اسمبلیوں میں بیٹھے ہیں۔ تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو بلوچستان کے معاملات کو آگے بڑھانے کے لیے سنجیدہ reconciliation کے process کو آگے آنا چاہیے۔ میری بہن بشریٰ نے بات کی، پارلیمانی کمیشن نہیں، international، مسلمہ اصول، truth and reconciliation commission کے تحت میں آپ کو نیلسن منڈیلا کا ایک quote ہے میں پڑھ کر سناتا ہوں تو آپ اندازہ لگالیں کہ reconciliation کا process ہوتا کیا ہے۔ in the end reconciliation، نیلسن منڈیلا جب جیل سے رہا ہوا، اِتنی جہدوجہد کے بعد جو truth and reconciliation ساؤتھ افریقہ میں ہوا تو اُس نے کہا کہ reconciliation کا process ہے کیا؟ کیا یہ کسی سیکرٹری کے ساتھ، کسی سیکرٹریٹ میں، کسی چھوٹے سے چار، پانچ

پارلیمانی ممبران کے ساتھ بیٹھ کہ ہو جاتا ہے کہ نہیں ۔تو مَیں صرف بتانا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی بلوچستان کے ساتھ سنجیدگی سے بلوچستان کے reconciliation کے process کو شروع کرنا چاہتا ہے صرف اِن لفظوں کو سمجھنا چاہیے ۔ in the end reconciliation is a spiritual process. ایک روحانی عمل ہے which requires a more than a legal frame work. یہ ایک قانونی فریم ورک سے دائرہ کار سے ہٹ کر ہے ۔ it has to open in the hearts and minds of people. مسلط کا عمل ایک روحانی عمل ہے جو صرف قانونی طریقہ کار سے بڑھ کر در حقیقت دلوں کی کشادگی، روحوں کی کشادگی، ایک دوسرے کو قبول کرنے کا نام ہے۔اور اگر کسی نے بلوچستان کی اِن ماؤں، بہنوں کی چیخ وپکار، بلوچستان کی تکلیف اور مشکلات کو ختم کرنا ہے تو بلوچستان کے اندر reconciliation کا process شروع کرنا ہے۔ جو successful model ہے۔2008ء میں ہم نے اِس پر لکھا تھا۔ہم اِس پر بات کرتے رہے ہیں۔ اِسوقت بھی جب ہم بھی نیشنل اسمبلی میں تھے، یہ بلوچستان کا ایک core-issue ہے باقی سارے اِس سے related ہیں۔غربت ہے، بجلی ہے، گیس ہے، پانی ہے، جس طرح میرے دوست میرے اِرد گرد بیٹھ کر بول رہے ہیں۔یہ سارا اِسکے outcomes ہیں۔اسکی consequences ہیں۔ایک ہیجانی ایک جنگ زدہ ایک متنازعہ معاشرے میں، آپ کو 24 گھنٹے بجلی نہیں مل سکتی۔ایک جنگ زدہ معاشرے میں اچھا انتظامی نظام قائم نہیں ہوسکتا۔ایک جنگ زدہ معاشرے میں آپ کو انصاف نہیں مل سکتا۔تو لہٰذا میں یہ سمجھتا ہوں جناب والا! میری اس تحریک کا بُنیادی مقصد یہ ہے کہ اگر اِن حالات میں پاکستان اس وقت 181 بلین ڈالرز، 47 ہزار ارب صرف اسکے بیرونی قرضے ہیں، باقی اس کے 50 ہزار 60 ہزار ارب کے قرضے trillions of, billions of dollars کے مقروض ہے۔ملک میں پسماندگی انتہا کو آ گئی ہے۔رات کو پٹرول کی قیمتیں بڑھا دی گئی ہیں۔گھی غریبوں کی پہنچ سے دُور ہے۔تیل غریبوں کی پہنچ سے دُور ہے، آٹا غریبوں کی پہنچ سے دُور ہے، ایک صرف گولی اور بندوق ہمارے لوگوں کے پاس رہ گئی ہے، چاہے حکومت کے پاس ہے یا دوسروں کے پاس ہے۔تو جناب والا! ایک ایسے معاشرے میں حکمرانوں کو چاہیے کہ سنجیدگی سے بلوچستان کے معاملے کو سمجھیں اور بجائے ایک کمزور reconciliation commission جس طرح جولائی 2021ء میں ہوا نہیں، مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے سب سے زیادہ قابل اعتماد، قابل اعتبار لوگوں پر مشتمل truth and reconciliation commission بنایا جائے۔جس میں powere sharings کا ایشو ہے۔جس میں governance کا ایشو ہے۔جس میں اکنامک کے ایشوز ہیں، جس resources کا ایشو ہے، جس میں equality کے ایشوز ہیں، جس میں بجلی برابری کی بنیاد پر دینے کا ایشو ہے۔ یہ ساری چیزیں اُس reconciliation کی ہیں، تب جا کے equality۔اور مَیں کہا، وہ صلح حدیبیہ سے لیکر میرے

پاس وہ مثالیں پڑی ہیں جنہیں میں رات کو پڑھ رہا تھا۔ Which I was writing a paper for some international newspaper.

جناب چیئرمین: آپ kindly conclude کرلیں۔

جناب ثناءاللہ بلوچ: جناب والا! لہٰذا میں اپنے تمام دوستوں سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ خُدا را! اِس اسمبلی سے بلوچستان کے لوگوں کی اور بھی توقعات ہیں۔اُن توقعات کواور اسلام آباد کواوراُن کے تمام متعلقہ اداروں کو یہ سمجھنا چاہیے کہ ہم ایک سنجیدہ truth and reconciliation کے process کو start کریں۔اور تمام جماعتیں، تمام لوگ اس عمل کی حمایت کریں تا کہ کم ازکم بلوچستان پرامن طریقے سے اسکے مسائل حل ہوسکیں۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔اگراور کسی نے بات نہیں کرنی ہے تو قرارداد کومنظور کی جائے؟

جناب چیئرمین: قرارداد منظور ہوئی۔

جناب چیئرمین: جی یونس عزیز زہری صاحب۔

میر یونس عزیز زہری: جناب اسپیکر صاحب! ثناء صاحب کی قرارداد تو منظور ہوگئی۔ہم سب اس کی حمایت میں ہیں۔لیکن سب سے بڑی بات ہماری یہ ہے کہ ہم چھ گھنٹے بجلی کے لیے رو رہے ہیں۔ملک نصیر صاحب نے کہا کہ ایگریکلچر کیلئے دو گھنٹے اور اِن دو گھنٹے کو بھی کاٹ کرکے ایک گھنٹہ بھی نہیں کسی کو آدھا گھنٹہ بجلی مل جاتی ہے۔تو جناب اسپیکر! میں کل خضدار سے آیا ہوں وہاں جو زمینداروں کا احتجاج تھا۔اور زمیندار جس طرح سراپا احتجاج تھے کیونکہ ایک تو floods کی وجہ سے جو زمینداروں کا نقصان ہوا تھا اُسکے بعد دوسرا یہ ہے کہ ہمارا معاشی قتل واپڈا والے کررہے ہیں۔واپڈا کے چیف وہ ایک سننے میں آیا ہے کسی ایگریمنٹ کے through آیا ہے''کہ جی میں بلوچستان والوں کو رُلاؤں گا اور اُن سے پیسے نکالوں گا''۔ پیسے دینے کے لیے ہم تیار ہیں ہمیں بجلی دے دیں۔لیکن اُس کو ایک task دیا گیا ہے ایک جونیئر بندہ وہاں بیٹھا ہوا ہے کسی کا آشیر باد اُسکو حاصل ہے۔وہ بیٹھا ہوا ہے کل ہم اُس کو فون کرتے رہے خضدار سے کہ لوگ روڈ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ہم لوگ اِن سے کوئی بات تو کرلیں۔اُس نے بات کرنے کی زحمت نہیں کی۔اور اُسکے OD سے جب بات کرنے کی کوشش کی، اُس کا voice message آ گیا" کہ جی میں آپ لوگوں سے بات نہیں کرسکتا'' تو یہ پوزیشن ہماری ہے۔اور بلوچستان میں لوگوں کا جس طرح معاشی قتل کیا جارہا ہے، خُدا کے لیے باقی چیزیں تو ہم دیکھ لینگے۔کم ازکم یہ کرلیں کہ چھ گھنٹے تو اِن کو بجلی دے دیں۔کیونکہ ابھی گندم شروع ہوچکی ہے۔باقی فصلیں ہماری ابھی شروع ہورہی ہیں۔کچھ فصل اُگ چکی ہے کچھ اُگانے والی ہے۔پہلے سے ہم لوگ تباہ ہیں ابھی پھر واپڈا والے ہمیں تباہ کررہے ہیں۔خُدارا اس کے لیے کچھ کرلیں۔میں احتجاجاً وہاں سامنے بیٹھتا ہوں۔جب تک اس پر کوئی ایکشن نہیں لیا جاتا۔

(اِس مرحلہ میں اپوزیشن اراکین ایوان کے درمیان زمین پر بیٹھ گئے)

جناب چیئرمین : شکریہ۔ ملک نصیر صاحب! آپ اپنی تحریک پیش کرنا چاہ رہے ہیں؟ کوئی تحریک تھی یا قرارداد۔ یا نہیں؟۔۔۔(مداخلت)okاب point of public importance پر بات ہورہی ہے۔جی ملک نصیر صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: قرارداد پیش کر رہا ہوں بجلی کے حوالے سے ایک علیحدہ قرارداد پیش کروں گا اور وہ جو ۔۔۔(مداخلت)

جناب چیئرمین: یہ کب کر رہے ہیں۔ابھی آپ تحریک لے آئیں پھر ہاؤس سے پوچھیں گے پھر اس کو قرارداد کی شکل میں لے آئیں گے۔۔۔(مداخلت)

جناب اصغر علی ترین: جناب! ہمارے ساتھی آپ کے سامنے بیٹھے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں اگر کوئی تحریک پیش ہونی ہے تو پیش ہو۔ابھی آپ ایک تحریک لے آئیں پھر ہاؤس سے پوچھیں گے اِس کو پھر قرارداد کی شکل ملے گی۔

جناب اصغر علی ترین: جناب چیئرمین صاحب! ایک منٹ ایک بات کرنا چاہوں گا۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ سردار بابر صاحب چلے گئے ہیں۔ پچھلے سیشن میں ایک قرارداد move ہوئی تھی یہاں اسمبلی میں تمام ہاؤس سے متفقہ۔۔۔

جناب چیئرمین: اِس decision پر آ گیا ہے، 14 کو شاید ہم لوگ جا رہے ہیں۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! اُس میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی۔

جناب چیئرمین: جی ہاں۔ بالکل کمیٹی تشکیل دی گئی تھی مجھے یاد ہے۔

جناب اصغر علی ترین: کہ یہ کمیٹی جائیگی اور اسلام آباد میں جو بجلی اور گیس کے جو اِنکے سیکرٹری صاحبان ہیں وزراء صاحبان ہیں یا پرائم منسٹر اُس سے ملیں گے۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ باقاعدہ اِس ہاؤس میں طے ہوا تھا۔لیکن بدقسمتی سے آپ سمجھ لیں ہماری کمزوری سمجھ لیں۔ ہمارا آپ جو کچھ بھی سمجھ لیں۔ ہماری اِس کمزوری کی وجہ سے آج وہی جو آج سے ایک مہینہ پہلے اجلاس ہوا تھا۔ وہی صورتحال ہے آج بھی وہی صورتحال جناب اسپیکر صاحب! اِس کو سنجیدہ لیں۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے۔

جناب علی اصغر ترین: کوئی وفد بنائیں۔ چلتے ہیں وہاں بات کرتے ہیں جناب اسپیکر صاحب!

جناب چیئرمین: صحیح ہے session کے بعد ہم جا رہے ہیں ساری پارلیمنٹ میں جو بھی ہے۔ یہ session ختم ہو گئے تو اُس کے بعد پھر اسلام آباد جائیں گے۔

(اِس دوران اپوزیشن کے معزز اراکین اسمبلی نے واپڈا کے خلاف نعرے لگائے۔اور سیکرٹری اسمبلی کے ڈیسک کے سامنے کھڑے ہوگئے)

جناب چیئرمین: جی ملک نصیر شاہوانی صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: مَیں تو محرک ہوں، مجھے اپنے دوستوں کے ساتھ ہونا چاہیے تھا۔ چونکہ جناب اسپیکر صاحب! میں تو محرک ہوں میں اپنے دوستوں کے ساتھ احتجاج بھی کرنا چاہتا تھا لیکن چونکہ آپ نے اجازت دی ہے۔قرارداد پیش کرنے کی۔تو میں نے دو points پر بات کی ہے۔ایک بجلی پر بات کی، دوسری جو بلوچستان کی بلا پیمودہ زمینیں ہیں۔تو پہلے میں بجلی کی قرارداد پیش کروں؟

جناب چیئرمین: جی پہلے آپ تحریک پیش کریں پھر ہاؤس سے اِس کی اجازت لیں گے، پھر وہ قرارداد کی شکل میں ہوگی۔اب کارروائی چلائیں گے بھی، اِس بیچ میں آپ جو ہیں اپنی قرارداد لکھ لیں تحریک کی شکل میں، جس طرح ثناء بلوچ صاحب نے کیا۔ثناء بھائی! اِن کی آپ help کرلیں مہربانی۔

جناب چیئرمین: **میر محمد عارف محمد حسنی صاحب! اپنی قرارداد نمبر 157 پیش کریں۔عارف محمد حسنی صاحب نہیں ہیں۔ قرارداد نمبر 157 کو ڈیفر کیا جاتا ہے۔**

جناب چیئرمین: سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردار محمد صالح بھوتانی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج تا اختتام اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سید احسان شاہ صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت کی منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محمد مبین خان خلجی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالرشید صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر محمد عارف محمد حسنی صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب مُکھی شام لال صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ لیلیٰ ترین صاحبہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گی۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت نامنظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ مستورہ بی بی صاحبہ نے بسلسلہ علاج کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ زبیدہ بی بی صاحبہ نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب چیئرمین: جی ملک نصیر شاہوانی صاحب! اگر آپ تیار ہیں تو اپنی تحریک پیش کریں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! میں قاعدہ 180 کے تحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ ذیل قرارداد کو پیش کرنے کی بابت قاعدہ نمبر 103 کے لوازمات کو معطل کیا جائے۔

جناب چیئرمین: تحریک پیش ہوئی۔

جناب چیئرمین: آیا تحریک منظور کی جائے؟

جناب چیئرمین: تحریک منظور ہوئی۔

جناب چیئرمین: ملک نصیر احمد شاہوانی صاحب اب آپ اپنی قرارداد پیش کریں

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! اِس میں دو قرار دادیں ہیں پہلے میں یہ بجلی والی پیش کروں پھر دوسری۔

جناب چیئرمین: جی جی بالکل۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: ہرگاہ کہ بلوچستان کے مختلف اضلاع کو 24 گھنٹے میں صرف دو گھنٹے بجلی فراہم کی جارہی ہے جو صوبہ کے عوام اور زمینداروں کے ساتھ سراسر ناانصافی اور زیادتی کے مترادف ہے۔ چونکہ صوبے کے عوام کا ذریعہ معاش زراعت سے وابسطہ ہے مگر ہر سال فروری سے جولائی تک جب بلوچستان میں گندم سمیت مختلف فصلوں اور پھلوں کا سیزن ہوتا ہے تو صوبے میں بجلی کا بحران بڑھ جاتا ہے کبھی ٹرپنگ کبھی وولٹیج کی کمی بیشی جیسے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جس کی وجہ سے صوبے کے زمینداروں کو سخت مشکلات کا سامنا ہے۔

لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ فوری طور پر بلوچستان کے تمام اضلاع کو 20 گھنٹے بلاتعطل بجلی کی فراہمی کو ہر صورت میں ممکن بنانے کے لئے عملی اقدامات اٹھائے۔ نیز زمینداروں کی سبسڈی بھی برقرار رکھی جائے۔

جناب چیئرمین: قرارداد پیش ہوئی۔ اِس کی admissibility کی وضاحت فرمائیں۔ ابھی آپ ملک نصیر احمد شاہوانی صاحب۔ ملک صاحب! مختصر کرلیں اِس سے پہلے بھی آپ نے بات کی۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! میں نے اِس پر تھوڑی سی بات تو کی۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ دو گھنٹے کی بجلی اِس پورے صوبے کے ساتھ مذاق ہے۔ میں نے اِس کو بڑی سنجیدگی سے پیش کیا۔ میں نے کہا آیا کہ یہ ہماری باقی قرارداد بھی۔ یہ بھی اہم ہے لیکن جب اِس صوبے کی سب سے بڑی معیشت جو کہ ہماری زراعت اور گلہ بانی ہے اور ہمارے سیزن کے عین شروع ہونے پر جب یہ شروع ہوجاتا ہے یہ آج نہیں کہ آج پہلی دفعہ بلوچستان کے ساتھ ایسا ہورہا ہے۔ جب بھی فروری کے وسط سے لے کر آپ جون، جولائی تک ہمارا جب سیزن چلتا ہے۔ اُسی دوران یا بجلی کی tripping ہوتی ہے یا ہمارے کھمبے اڑائے جاتے ہیں۔ نہیں تو اِس قسم کی کیسکو اپنی ایک جس کو آپ زورآوری کہیں جس طرح بھی کہیں وہ بجلی کو بند کردیا جاتا ہے۔ اِس سے پہلے بھی بلوچستان میں ایک، ثناء بلوچ بھی بیٹھے ہوئے ہیں کہ 28 جنوری 2001ء کو بھی جب بلوچستان بھر میں بجلی کو بند کیا گیا، اُس وقت اِس طرح نہیں تھا کہ بجلی کو 24 گھنٹے کے لیے بند کردیا، 22 گھنٹے کے لیے بند کردیا گیا۔ صرف اور صرف اُس وقت میرے خیال میں 18 گھنٹے بجلی مل رہی تھی۔ اُس کی قیمت اُس کی جو subsidy ہے وہ بڑھا دی گئی۔ جو اُس پر زمینداروں کا ایک بہت بڑا احتجاج ہوا۔ مشرف کا مارشل لاء تھا، 28 جنوری 2001ء کو ہزار گنجی کے میدان میں ہزاروں زمیندار وہاں انہوں نے لانگ مارچ کیا۔ اُن پر فائرنگ ہوئی جس سے موقع پر تین زمیندار شہید ہوئے اور 12 زمیندار زخمی ہوئے۔ اور مجھ سمیت ثناء بلوچ، آغا تاج محمد مرحوم، اللہ پاک اُس کو جنت

نصیب کرے ہمارے چیئرمین تھے۔آغا لعل بلوچ اور عبدالخالق موسیانی اللہ اُن کو بھی جنت مغفرت کرے۔ چوبیس، چوبیس مقدمات بنائے گئے۔لیکن اُس کے بعد کیا ہوا جناب اسپیکر صاحب! لوگوں کو بھی شہید کر دیا گیا۔اور اُس کے بعد پھر اِسی طرح ٹیبل پر بیٹھ کر اِس مسئلے کا حل نکل گیا۔آج تو 15 دن سے پہلے 6 گھنٹے بجلی بھی مذاق ہے۔

جناب اسپیکر صاحب! لیکن ہم ان 6 گھنٹے میں بھی خوش ہیں۔جس طرح ثناء بلوچ نے کہا کہ جنگ زدہ علاقہ ہے، پوری بجلی نہیں مل سکتی۔بابا جنگ زدہ علاقے کے لیے یہ 6 گھنٹے کافی ہیں۔ جنگ زدہ علاقہ آپ نے کہا کہ 6 گھنٹے۔یہ 6 گھنٹے تو ہمارے زمینداروں کو دیے جائیں۔ہم تو 24 گھنٹے نہیں مانگ رہے ہیں جنگ زدہ علاقے کے لیے۔ہمارے ساتھ اُنکا معاہدہ ہے کہ ہم 10 ہزار روپے بجلی کے آپ کو بل دیدیں گے آپ ہمیں 8 گھنٹے بجلی دیدیں گے۔ اور اُن کا بالکل اِس پر written ہے جناب اسپیکر صاحب! ایک فیصلہ ہے، ایک بڑے فورم پر، جس وقت ڈاکٹر عبدالمالک وزیر اعلیٰ بلوچستان تھے اور اُس وقت نواز شریف وزیر اعظم پاکستان تھے اُنہی کے ساتھ یہ معاہدہ طے ہوا ہے۔ اور آج تک وہ سلسلہ جاری ہے۔آج جب بھی اُنکا بس چلے جناب اسپیکر صاحب! جب بھی اُن کا دل چاہے، اُن سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ہماری نہ صوبائی گورنمنٹ پوچھتی ہے نہ ہماری مرکزی حکومت پوچھتی ہے۔یہی عوام الناس، پھر جناب اسپیکر صاحب! اُس دن قلات میں عورتیں نکلی تھیں روڈ پر بیٹھی ہوئی تھیں۔جس طرح آج میر یونس نے کہا کہ خضدار میں پورا دن روڈ بند رہی۔ہم لوگ بجلی کے لیے آج پشین سے قلعہ عبداللہ سے کانک سے پنجپائی سے، اغبرگ سے، نوحصار سے جتنے بھی بلوچستان کے علاقے ہیں سب سے فون آیا ہے نوشکی سے کہ ہم نکلیں گے۔لیکن میں نے کہا کہ آج ہم اسمبلی میں اِس کو قرارداد کی شکل میں لائیں گے جو ہمارے دیگر وزراء ہیں ہمارے اراکین اسمبلی ہیں اُنکے سامنے یہ مسئلہ رکھیں گے اگر اِس کے بعد بھی کچھ نہیں ہوا تو ہم کم از کم اِس اسمبلی کے اجلاس کا بائیکاٹ کریں گے۔میں بذاتِ خود بحیثیت ایک زمیندار بھی ہوں اور مَیں اِنکا اور اپنے حلقے کا نمائندہ بھی ہوں، میں یہی کہوں گا کہ جناب اسپیکر صاحب! ہم سب روڈوں پر ہوں گے۔جب آپ ہمارے اِس پورے صوبے کی معیشت کو ختم کرنا چاہتے ہیں اِس کو تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں، تو جب یہاں کے لوگوں کو کچھ ملے گا نہیں۔اِن حالات کے اندر جس طرح ہم کہیں گے کہ آج بلوچستان میں بدامنی ہے آج بلوچستان میں شورش ہے اور وہ کچھ لوگ جو سفید پوش ہیں ایک صاف اور اچھے زندگی گزار رہے ہیں، کم از کم سفید پوشی کی اُن سے بھی اُن کا ذریعہ معاش چھینا جائے۔کیا مرکز کو اب تک پتہ نہیں چل رہا ہے کہ بلوچستان کے لوگوں کو 2 گھنٹے بجلی مل رہی ہے۔کیا یہ پیغام اُن تک نہیں پہنچتا ہے کہ بلوچستان کے لوگوں کو 2 گھنٹے بجلی مل رہی ہے۔میں کہتا ہوں کہ اسلام آباد کی بجلی کو صرف 2 دن کے لیے بند کیا جائے پھر دیکھا جائے کہ سارا دن ٹی وی پر آجائے گا کہ اسلام آباد میں blackout۔آج پورا بلوچستان blackout ہے۔آپ لاہور کی بجلی 2 دن بند کردیں آپ دیکھ لیں ایک دن بجلی

کی tripping ہوئی جناب اسپیکر صاحب! پورے پاکستان میں میرے خیال میں وہ تقریباً 5-4 گھنٹے کے بعد آیا۔ تو اِتنی اُس پر شور مچی۔ اتنی اُس پر بات چیت ہوئی ایک ہفتے تک اُس پر debate ہوتی رہی کہ اِس طرح tripping ہوئی اور 24 گھنٹے سے بجلی نہیں ہے 2 گھنٹے سے بجلی نہیں ہے۔ ہم تو سالوں سے یہی زندگی گزار رہے ہیں جناب اسپیکر صاحب! ہم اِس ملک کا حصہ نہیں ہیں کیا؟ بلوچستان پاکستان کا حصہ نہیں ہے؟ ہمارے وسائل تو بہت اچھے ہیں ہماری گیس جب ملک کے دُور دراز علاقوں میں جاتی ہے تو ٹھیک ہے جب ہماری گندم ختم ہوجاتی ہے۔ تو کہتا ہے کہ بلوچستان کے لیے گندم بند کی جائے۔ ہمارے وزیر کدھر ہے اِدھر بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اُن سے کہا کہ جناب! کم از کم اِس طرح کریں کہ لوگوں کی لائن لگی ہوئی ہے عورتیں اور بچے دھکے کھاتے ہیں ہم گندم کے لیے پیٹتے ہیں تو وہاں سے جب اُن کی اپنی ضروریات ہوتی ہیں وہ اپنی گندم کی ضروریات پوری کرکے پھر بلوچستان کو دیتے ہیں۔ ہم نے تو اپنی سب جمع پونجی پورے پاکستان کو دی۔ 1954ء میں گیس آئی سب سے پہلے وہاں چلی گئی۔ اُس کے بعد 80ء کی دہائی میں بلوچستان نہیں صرف کوئٹہ میں ہماری گیس آگئی۔ اب بجلی کی یہ position ہے جناب اسپیکر صاحب! میں نے بجلی پر طویل بحث کی تو میں کہتا ہوں کہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے اِس پر قرارداد بھی منظور کی جائے اور اِس کا ایک حل ڈھونڈا جائے۔ اور وزیر اعلیٰ کو بھی اس ایوان میں ہونا چاہیے تھا۔ اور کم از کم اگر نہیں ہے تو یہ پیغام اُن کو بھی پہنچنا چاہیے کہ آج وہ وزیر اعظم سے بات کریں واٹر اینڈ پاور کے منسٹر سے بات کریں آج ہی آج کم از کم بجلی جو پرانی position پر تھی اُسکو بحال کیا جائے، 6 گھنٹے اُس کے بعد دیکھا جائے کہ انہوں نے ہمارے ساتھ معاہدہ 8 گھنٹے کی اُس پر بات کی جائے۔ بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب۔ ملک نعیم بازئی صاحب! آپ بعد میں بات کریں۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر مواصلات وتعمیرات): شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ جیسے یہ دو قراردادیں آئی ہیں، ایک تو ثناء بلوچ صاحب لائے ہیں مصالحت کی، reconciliation کی اور دوسری بجلی کی۔

جناب چیئرمین: مَیں معذرت چاہتا ہوں ایک اعلان کرلوں، معزز اراکین اسکے بعد چلے جائیں گے، تمام معزز اراکین اسمبلی کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آئی جی پولیس معزز اراکین کو بلوچستان میں امن وامان سے متعلق اسمبلی کی کمیٹی رُوم میں اجلاس کے بعد بریفنگ دیں گے آپ لوگوں کا یہاں ہونا ضروری ہے۔ جی سردار کھیتران صاحب۔

وزیر مواصلات وتعمیرات: یہ حقیقت ہے کہ، ملک صاحب نے جو یہ بجلی کے بارے میں قرارداد پیش کی ہے بلوچستان کا دارومدار تمام یہاں انڈسٹری کتنی ہے آپ کو بھی پتہ ہے جناب۔ یہاں دیگر ریسورسز کیا ہیں یہ آپ کو بھی علم ہے۔ ہماری زندگی کا دارومدار زراعت پر ہے اِس وقت اللہ کی طرف سے آفت آئی، سیلاب نے تباہی کرکے اس صوبے کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی توڑ دی۔ اُس پر پھر یہ جو بجلی کا بحران ہے، یہ پھر سمجھے کہ سونے پر سہاگہ یہ ہے کہ اُس ٹوٹی ہوئی کمر کو ٹکڑے

ٹکڑے کررہی ہے۔مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے جناب چیئرمین صاحب! اوراسمیں کوئی اپوزیشن یا ٹریژری بینچز کا سوال ہی نہیں اُٹھتا۔ہم اکھٹے ہیں، انشاء اللہ مَیں چیف منسٹر صاحب کو میسج پہنچاتا ہوں کہ وہ بات کریں واٹر اینڈ پاور کے منسٹر سے، اس کے ساتھ ساتھ ہم پروگرام بنارہے ہیں ایک وفد بنا کے ہم جا کے وزیراعظم صاحب سے بات کرتے ہیں اور متعلقہ وزیر سے بات کرتے ہیں۔ اِسی سے related جناب جو قرارداد یا تحریک لائی گئی ہے reconciliation والی وہ اسی سے جڑی ہوئی ہے۔مَیں سمجھتا ہوں کہ بحیثیت ایک مسلمان کے حضور ﷺ کی حدیث ہے کہ دو آدمیوں یا دو فرقوں یا دو اشخاص کے درمیان اگر کوئی مصالحت کراتا ہے تو اُس کا ثواب اگر مَیں بتادوں تو ساری دنیا اسی کام کے لئے چل پڑیگی۔یہ ہمارے محمد مصطفیٰ ﷺ کی حدیث ہے اتنا ثواب ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسکا ثواب مَیں خود دوں گا۔جناب چیئرمین صاحب! یہ 60 یا 65 سالوں سے ہم دیکھ رہے ہیں خاص کر میرا علاقہ ایک طرف بگٹی ہے ایک طرف مری ہے ایک طرف لونی ہے ایک طرف بزدار ہے، ایک طرف لغاری ہے، ہم درمیان میں بیٹھے ہیں۔یہاں میں آپ کو ایک حادثے کے بارے میں بتانے لگا ہوں۔پچھلے ہفتے مَیں علاقے میں تھا ہماری پاک فوج کے دو جوان آفیسرز ایک میجر، ایک کیپٹن۔یہ نکلتے ہیں گھر سے کوہلو سے۔اچھا پس منظر میں تھوڑا سا بیان کروں۔میجر صاحب کی والدہ وہاں پر آئی ہوئی ہیں اُن سے ملنے کوہلو میں اُسکے گھر میں۔اُس کی بیوی اور دو بیٹے ایک میرا خیال ہے نو سال کا ہے ایک شاید چھ سال کا ہے۔والدہ کی اُن کی میاں بیوی کی separation ہوچکی ہے۔وہی بیٹا ہے باقی پیچھے سے دیہاتی اور زمیندار اس type کا۔یہی بیٹا آگے پڑھ کے ٹریننگ پر نکلا ہے۔خوشی خوشی اُسکو ماں رخصت کرتی ہے جناب والا! اور تین، چار گھنٹے کے بعد اُس کی لاش والدہ کے سامنے لائی جاتی ہے۔جناب چیئرمین صاحب! میں آپ سے پوچھتا ہوں کیپٹن کی ایک سال پہلے پروموشن ہوئی لیفٹیننٹ تھا۔اب جب اُس عورت جس کو ماں کہتے ہیں۔وہ عورت جس کو آپ بیوی کہتے ہیں۔جواں سال بیٹے کی لاش جب ماں کے سامنے آئی تو اُس ماں پر کیا گزرتی ہے۔ماں سب کی ماں ہے چاہیے وہ پہاڑ پر بیٹھا ہے چاہیے وہ اس ملک کی بقا کی جنگ لڑ رہا ہے کچھ ذاتی مفاد نہیں ہے۔اگر وہ بلوچستان میں خدمات سرانجام دے رہا ہے اِسی بلوچستان کی ترقی کیلئے اس میں امن و آمان قائم کرنے کے لئے۔آج جناب چیئرمین صاحب! آپ ایک تصور کریں کہ وہ بیوہ، جوان بیوہ، جب رات کو اکیلی ہوتی ہے اپنے بستر میں جب وہ روتی ہے تو اُس کی آہ کہاں جاتی ہوگی کہ میرے شوہر کو کیوں مارا اُس کا قصور کیا تھا۔وہ ماں آج کہاں جائے جسکا بیٹا اس وقت مٹی میں دفن ہوگیا۔وہ تو صبح بھی مرتی ہے رات کو بھی مرتی ہے اور دن کو بھی مرتی ہے ہر گھنٹے میں مرتی ہے ہر منٹ میں مرتی ہے۔مَیں سوال کرنا چاہتا ہوں اُن لوگوں سے کہ ان کو مار کے آپ کو کیا حاصل ہوا؟ یا پھر وہ جو مرتے ہیں اُن کی بھی تو مائیں ہیں اُن کی بھی بیویاں ہیں اُن کی بھی بیٹیاں ہیں۔اُن پر کیا گزرتی ہوگی جب تم لوگ مرتے ہیں۔کیا

لاشیں گرانے سے بلوچستان کو آزاد کرینگے؟ کیا لاشیں گرانے سے اِس نوجوان نسل کو جو ہماری آرہی ہے چھوٹے بچے آرہے ہیں کیا آپ اُن کو تعلیم دینگے اُنکو ترقی دینگے ہرگز نہیں۔ جیسے ثناء بلوچ تحریک لائے ہیں، ہر مصیبت ہر جھگڑے کا حل مصالحت ہے۔ آپ ٹیبل پر بیٹھیں آپ کو کسی نے نہیں روکا۔ مَیں بحثیت ایک بلوچستانی آپ کو گرنٹی دیتا ہوں آئیں میز پر بیٹھیں۔ یہ مملکت اس صوبے کو ترقی دینا چاہتی ہے اور مَیں کہتا ہوں کہ اسکی ترقی کی راہ میں آپ رکاوٹ ہیں۔ آئیں نئے سرے سے زندگی شروع کرتے ہیں۔ ہم زندگیاں گزار چکے ہیں ہمیں رحم کھانا چاہیے اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں پر، اُن ماؤں پر، اُن بیٹیوں پر اُن بہنوں پر کہ اُن کی آنے والی نسلیں جو اس سرزمین کے مالک ہیں۔ کیا ہم ان کو آگ کا دریا دے کر بڑا کرنا چاہتے ہیں یا نہریں، ٹیوب ویل، بجلی، سڑکیں یہ دے کر ہم اُن کو جوان کرنا چاہتے ہیں۔ خدارا! میری گزارش ہے حکومت، ریاست ماں کا درجہ رکھتی ہے، جتنا پیار یہ ریاست آپ سے کرتی ہے اُتنا ہی پیار وہ جو پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے ہیں اُن سے بھی کرتی ہے۔ اور اُن سے بھی کرتی ہے جو دوسرے ملکوں میں بیٹھ کے یہ سلسلے کرا رہے ہیں۔ ماں، ریاست ماں اسکی گود بیٹے کے لئے کبھی بھی، چاہے وہ جتنا بھی بڑا بن جائے وہی اُسکے لئے معصوم سا چھوٹا سا بچہ ہوتا ہے، بیٹی ہوتی ہے، بچہ ہوتا ہے، بچی ہوتی ہے۔ آئیں بسم اللہ آج اس پورے ایوان میں ہم متفقہ قرارداد لائے ہیں۔ ایک دفعہ تو آئیں ٹیبل پر، جس جگہ آپ بولتے ہیں ریاست آپ کے ساتھ ٹیبل پر بیٹھنے کو تیار ہے، نہ کریں جوان عورتوں کو بیوہ، نہ رُلائیں اپنی ماں کو دوسروں کی ماؤں کو کچھ حاصل نہیں ہوگا، آپ کسی کی ایک مرغی زبردستی مار دیتے ہیں وہ اُس کو نہیں بھولتا ہے، جس نے 9 مہینے دس دن اپنے پیٹ میں رکھا بچہ پیدا ہوا اُس کو بڑا جوان کیا اُس کے گھر کا سہارا بنا آج اُس کی ماں کیا کرے؟ تو جناب چیئرمین صاحب! مَیں ثناء بلوچ کی مصالحت کی قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ آیئے مل کر ایک نئے پاکستان کی ایک نئے بلوچستان کی ہم بنیاد رکھیں، جس میں خوشحالی ہو، آپ آزادانہ طور پر روڈوں پر سفر کر سکیں۔ آج مَیں اپنے علاقے جاتا ہوں 50 دفعہ مَیں سوچتا ہوں کہ کہاں بارودی سرنگ بچھی ہوگی کہاں مجھے ambush کیا جائے گا، مقامی ایک ٹریکٹر والا کوہلو میں وہ جا رہا ہے اُس کے آگے mines رکھی ہے، وہ ٹریکٹر کے ساتھ اُڑ رہا ہے وہ کون ہے؟ وہ بھی اِسی سرزمین کا اِسی مٹی سے پیدا ہوا ایک انسان تھا۔ اُس کے گھر میں بھی عورت ہے اُس کے گھر میں بھی ماں ہے اُس کے گھر میں بھی بیٹی ہے وہ اُن لوگوں کا سہارا تھا۔ تو آیئے مل کر مَیں مکمل طور پر کہتا ہوں بحثیت ایک قبائلی کے بحثیت ایک ممبر کے بحثیت ایک بلوچستان کی سرزمین کی مٹی سے پیدا شدہ ایک شخص کے مَیں اس پیارے پاکستان کے شہری کی حیثیت سے مَیں کہتا ہوں کہ آیئے مل بیٹھ کر اِس کو ختم کریں۔ بس ہوگئی، بس رُلائے 70 سال، 72 سال 74 سال ہوگئے بہت ماؤں نے ماتم کیا اور بہت عورتیں آج بھی بیوگی کی زندگی گزار رہی ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، ملک نعیم بازئی صاحب۔ قرارداد کے متعلق اگر کسی نے بات کرنی ہے تو بتادیں نہیں تو

قرارداد کو ہم ۔۔۔

ملک محمد نعیم خان بازئی: شکریہ، چیئر مین صاحب! میرے کہنے کا مطلب ہے ہمارے حلقے اغبرگ اور نوحصار وہاں بجلی بالکل دو گھنٹے ہے۔ alreadyمیں بلوچستان کی بات کر رہا ہوں۔ بلوچستان کے ہر ضلع کا اپنا اپنا MPA ہے۔ ٹھیک ہے تو مَیں اپنے حلقے کا مَیں اُسی پر بات کر رہا ہوں۔ تو مَیں اغبرگ کی 2 گھنٹے بجلی ہے تو اِن کی ایک میٹنگ بُلا لیں، چیف QESCO ہے یا XEN ہے یا SDO ہے جو ذمہ دار ہیں بل جمع نہیں کیا تو بالکل اُن کو حق ہے کہ 2 گھنٹے بجلی دیں اگر بل جمع کیا ہے تو آٹھ کی بجائے یہ دو گھنٹے بجلی دے رہے ہیں اگر بل اُس کا جمع نہیں ہوا تو مَیں اُن کا بل جمع کر دوں گا آپ kindly اُن کو بجلی دے دیں ہمارے حلقے کو ایسا نہیں ہونا چاہیے ایک دفعہ سیلاب آیا بارشیں ہوئیں، کورونا تھا، زمیندار لوگ تباہ ہو گئے تو اِن کی جلد از جلد ایک میٹنگ بُلا لیں تاکہ ان کا مسئلہ حل ہو جائے زمیندار لوگ خوش ہوں گے تو مَیں اِن کی یہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ آل بلوچستان میں یہ بات ہونی چاہیے اور یہ میٹنگ بُلا لیں۔ بہت بہت مہربانی۔

جناب چیئر مین: شکریہ ملک نعیم بازئی صاحب، جی خلیل جارج صاحب۔

جناب خلیل جارج بھٹو: شکریہ جناب چیئر مین صاحب۔ شروع کرتا ہوں خداوند یسوع مسیح کے بابرکت نام سے سب سے پہلے مَیں اپنے مولانا حضرات کو، ہمارے senior Pastor سائمن بشیر صاحب کو، ہندو کمیونٹی کے جو یہ بین المذاہب ہم آہنگی کی ہمارے سفیر بیٹھے ہیں، مَیں اِن کو بلوچستان اسمبلی آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ جناب چیئر مین صاحب بجلی کے حوالے سے صرف تھوڑے سے خدشات تھے کہ ہماری تین کالونیز ہیں کلی کوتوال کرسچئن کالونی جو نواں کلی میں ہے، کلی خیزی کرسچئن کالونی جو بائی پاس ایئر پورٹ روڈ پر ہے کرسچن کالونی فیز II نواں کلی میں ہے۔ جناب چیئر مین! جب بھی ہم PSDP میں اِن کے لیے پیسے رکھتے ہیں۔ تو اُسکے بعد جب ہم demand notes لینے جاتے ہیں تو وہ ایک demand note صرف وہ دیتے ہیں ایک مہینے کا، جبکہ releases اور اِن میں time لگ جاتا ہے تو وہ extend ہوتا رہتا ہے۔ ابھی ایک PC-I میں ہم نے ایک کروڑ رکھا تھا۔ اب جب ہم demand notes لینے گئے ہیں تو ایک کڑوڑ تیس لاکھ روپے کا بن گیا تھا۔ جناب چیئر مین صاحب! میری اِس ہاؤس سے بجلی کے حوالے سے جہاں جہاں بجلی لگنی ہے کیونکہ یہ ذمہ داری ہمارے ذمہ داری ہوتی ہے کہ ہم اپنے علاقوں میں بنیادی جو سہولیات ہیں زندگی کی وہ مہیا کریں چاہے وہ پانی ہو، گیس ہو، بجلی ہو۔ لیکن بجلی اور گیس فیڈرل سبجیکٹ ہے تو جناب چیئر مین صاحب! میری گزارش ہے جو demand notes کی وہ ایک مہینے کی مدت کرتے ہیں اِس کو بڑھا کر تین مہینے کیا جائے تاکہ یہ ہاؤس consensus سے اِس بات کو آپ کی رولنگ سے آگے جائے کہ تین مہینے میں جب demand note ہم اُس پر کام بھی کر سکتے ہیں ایک مہینے میں جب ہم اپنی PSDP کو مکمل کرنے جاتے ہیں تو وہ demand notes دوگنا

ہو جاتا ہے تو یہ ایک بڑا المیہ ہے تاکہ یہ ایک ضروریات زندگی ہے بجلی جس سے بہت ساری چیزیں وابستہ ہیں بلوچستان کو اُس حوالے سے بجلی کی جتنی بھی سہولت دے سکتے ہیں بلوچستان کو کیونکہ رقبے سے لحاظ سے بہت زیادہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی رولنگ سے اور ممبران کے consensus سے اس بات کو یقینی بنایا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ قرارداد پر بات کریں۔ جی زمرک صاحب! ملک نصیر احمد شاہوانی کی قرارداد چل رہی ہے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر خزانہ وخوراک): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ حقیقت میں جب وہ دو قراردادیں پیش ہوئیں تو پہلے کی تو اتنی جلدی سے منظوری لے لی کہ ہمیں موقع ہی نہیں ملا کہ ہم کہہ دیتے کہ ہم بات کرنا چاہتے تھے۔

جناب چیئرمین: نہیں میں نے کہا تھا کہ اگر کوئی بات کرنا چاہتا ہے۔

وزیر خزانہ وخوراک: ملک نصیر احمد شاہوانی صاحب نے جو قرارداد پیش کی تھی اِس حوالے سے۔ میں مختصراً دونوں پر جس طرح کہہ دیں کہ ہم بات کرنا چاہتے ہیں reconciliation جو ہوتی ہے یہ ایک اہم لفظ ہوتا ہے اگر آپ اُن کو دیکھ لیں مصلحت کے حوالے سے، اور اُن کی اہمیت کو اگر انسان دیکھ لے تو حقیقت میں اگر دین میں دیکھ لیں تو ہمارے دین میں بھی یہی مصلحت کی بات ہوئی ہے ہمیشہ زور زبردستی یا طاقت کی بات جہاں بھی ہوتی ہے اُس کو وہاں ناکامی ہوتی ہے۔ اور امن کی جب بات ہوتی ہے مصلحت کی بات ہوتی ہے تو وہاں کامیابی آتی ہے۔ میں اگر اپنی بات کروں اپنی پارٹی کی بات کروں تو ہم نے ہمیشہ عدم تشدد کی بات کی ہے۔ ہم نے ہمیشہ کہا ہے کہ تشدد سے مسئلے کبھی بھی حل نہیں ہوئے اور عدم تشدد کی بنا پر آپ ملک کو بھی بنا سکتے ہیں قوم کو بھی بنا سکتے ہیں اور پورے سسٹم کو آپ چلا سکتے ہیں۔ ہمارے ملک میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب سے یہ ملک بنا ہے اُسی وقت سے ہم نے یہی آواز دی ہے کہ امن، محبت، اخوت اور اِن کا جو نظام ہوگا وہ عدم تشدد کی بنیاد پر ہوگا۔ یہ باچا خان کا فلسفہ ہے اور یہ ہم سب کا فلسفہ ہے، یہ حضرت محمد ﷺ نے جو ہمیں راستہ دکھایا ہے وہ یہی راستہ دکھایا ہے۔ لیکن ہمارے ملک میں جو زیادہ تر مسئلے پیدا ہوئے ہیں وہ زور وزبردستی کی بنیاد پر پیدا ہوئے ہیں، ہمیشہ ہم کسی کو سُنتے نہیں جن کا حق بنتا ہے جن کے حقوق کا تحفظ کرنا پڑتا ہے اُن سے ہم ہمیشہ لڑتے ہیں۔ بلوچستان میں ہمیشہ یہی آواز اُوپر ہوئی ہے کہ جی ساحل وسائل کی بات ہوتی ہے ہم وسائل پر اپنا اختیار مانگتے ہیں اور وہ اختیار پھر ہمیں ملتا نہیں ہے۔ اور پھر جب خون خرابہ ہوتا ہے آپ نے ہمیشہ دیکھا ہوگا کہ ملک کے اندر جب خون خرابہ ہوتا ہے تو جہاں فورسز کی طرف سے ہو یا عوام کی طرف سے کچھ اگر اشتعال پیدا ہوتا ہے تو اُس میں دونوں کا نقصان ہوتا ہے۔ کوئی باہر کا آدمی اُس میں مرتا نہیں ہے کوئی باہر سے لوگ آئے ہوئے نہیں ہیں بلکہ دونوں طرف سے ملک کا نقصان

ہوتا ہے۔تو اِس لیے جب بھی ہم یہ بات کرتے ہیں کہ جی مذاکرات ہونے چاہئیں، table talks ہونی چاہئیں اور اُس کے ذریعے جن کا حق ہے اُن کو دینا چاہیے۔ یہاں تفریق نہیں ہونی چاہیے۔ یہاں ہم سب جتنے بھی یہاں پاکستان میں رہنے والے اقوام ہیں، پشتون بلوچ سندھی سرائیکی ہزارہ پنجابی یہاں اگر اس تفریق کوختم کرنا ہے تو پھر آپ کوحقوق برابری کی بنیاد پرتقسیم کرنا ہونگے اگر آپ برابری کی بنیاد پرنہیں کریں گے آپ پشتون کوایک نظر سے دیکھتے ہیں بلوچ کو دوسری نظر سے دیکھتے ہیں سرائیکی کوتیسری نظر سے دیکھتے ہیں تو تب اس تقسیم میں فرق آجاتی ہے تو اُس ملک میں چار بھائی ہوں، پانچ بھائی ہوں ایک گھر میں رہتے ہوئے بھی اگر باپ اُن کی تقسیم میں فرق کرے گا تو تب بھی وہ اشتعال کی بنیاد بنتی ہے اور پھر وہ نظام نہیں چلتا۔اِسی طرح ہمارا ملک پاکستان اِس میں بھی یہاں قومیں آباد ہیں یہاں قوموں کی بنیاد پرتقسیم ہوتی ہے اور اُس تقسیم کوہم نے آج تک مانا نہیں ہے۔ہم نے دل سے اُس کوتسلیم نہیں کیا ہے۔ پاپولیشن اگر پنجاب کی زیادہ ہے تو ہم مانتے ہیں دوسرے نمبر پر اگر سندھ یا پختونخوا ہے تو پھر بھی ہم مانتے ہیں لیکن بلوچستان میں رہتے ہوئے یہاں کے ساحل ووسائل کا اگر آپ اندازہ لگائیں تو میرے خیال سے کہیں بھی پاکستان میں کسی بھی صوبے میں اتنا جو پاکستان کو support دے رہا ہے یہ بلوچستان، کسی صوبے کے اتنا ساحل وسائل ہیں نہیں۔ نہ سمندر کسی کے پاس اِتنا ہے اور نہ قدرتی خزانے جو اللہ نے ہمیں دیئے ہیں وہ کسی کے پاس نہیں ہیں تو کون چلا رہا ہے اِس ملک کو؟ اِس ملک کو بلوچستان چلا رہا ہے۔اور بلوچستان ملک میں رہتے ہوئے یہاں کے عوام وہ اپنے حق کی بات کرتے ہیں تو جب حق نہیں دیتے ہیں تو کوئی کہاں بھاگ جاتا ہے کوئی افغانستان بھاگ جاتا ہے کوئی لندن بھاگ جاتا ہے پھر وہاں اپنے حقوق کی بات کرتے ہیں۔ہم چاہتے ہیں کہ یہ چیز نہ ہو اور ہم نے ہمیشہ یہ بھی بات کی ہے کہ بندوق کے زور پر کبھی بھی کسی نے نہ حق حاصل کیا اور نہ کسی کا حق کوئی بندوق کے زور پر رکھا سکتا ہے۔اور تاریخ اُٹھالیں مغل سے اُٹھالیں ہلاکوخان سے اُٹھالیں جو زبردستی افغان پر آئے ہوئے ہیں یا کسی بھی ملک پر آئے ہوئے ہیں وہ شکست کھا کر گئے ہیں زبردستی چاہے وہ پانچ سال رہیں دس سال رہیں لیکن نے اُس نے اُن عوام کا دل نہیں جیتا ہے۔اُس میں نفرتیں پیدا ہوتی ہیں، اور نفرتوں سے بغض پیدا ہوتا ہے اور تب تقسیم ہو جاتی ہے۔ اِس بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ اِس ملک کو رکھنے کے لیے ہم اِس پاکستان کو مضبوط رکھنے کے لیے تو بلوچستان میں اگر ایک اہمیت رکھتا ہے یہ صوبہ اتنا بڑا صوبہ ہوتے ہوئے ہم آج بھی یہ آواز اُٹھاتے ہیں بجلی کو چھوڑ دیں اگر حاجی نصیر صاحب اِس کو چھوڑ، ہم آج بجلی کا کہتے ہیں دو گھنٹے دیتے ہیں آپ نہ دیں۔لیکن کون سا حق آج تک ہمیں ملا ہے؟ آج جب دیکھ لیں یہاں کونسی منرل نہیں نکلتی ہے؟ سونا، کاپر، سمندر 800 کلومیٹر، گیس، کوئلہ اور کرومائیٹ آپ کے پاس ہے دُنیا کی ہر چیز آپ کے پاس ہے۔ ایگریکلچر میں آپ آجائیں 5 موسم آپ کے پاس ہیں، کسی دُنیا میں کسی صوبے کو یہ، بلوچستان کی بات کر رہا ہوں پاکستان کے پاس نہیں، پاکستان دوسرے صوبوں میں 4 موسم ہیں۔آپ کے پاس 5 موسم

ہیں یہ بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے چیئرمین صاحب! کوئی سبزی کوئی فروٹ کوئی میوا جو آپ، کیلے سے لیکر آپ چکو سے لیکر آپ انار اور سیب تک آپ کے پاس ہیں، پھر بھی ہم غربت کی زندگی گزار رہے ہیں، پھر بھی لوگ ہمیں طعنہ دے رہے ہیں۔ یہ ہم کہتے ہیں کہ اس کو اکھٹا رکھنے کیلئے آپ reconciliation یا مصالحت کی بات کرتے ہیں ہم اس بات کو آگے لیجانے کیلئے یہی پورے جو ہمارے بڑے ہیں جو اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے ہیں جو دوسرے بڑے بڑے صوبوں میں بیٹھے ہوئے ہیں اُنکو دیکھنا چاہیے کہ جی یہ لوگ کیوں اسطرح کر رہے ہیں اِن لوگوں میں یہ اِنتشار کیوں پیدا ہو رہا ہے، مَیں اپنی زمین کے خلاف کیسے ہو سکتا ہوں جس مٹی میں مَیں پیدا ہوا ہوں اور جس مٹی میں مَیں نے دفن ہونا ہے۔ اُس کے خلاف میں کیسے بات کرونگا اور اُس سے میں غداری کیسے کر سکتا ہوں؟ اور اُن سے میں کیسے بھاگ سکتا ہوں کبھی بھی یہ چیز نہیں ہو سکتی۔ ہاں یہ بات ہے کہ جب مجھے مجبور کیا جاتا ہے میرے حقوق پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے تو میں ایک اپنا کوئی راستہ بنانے کیلئے وہ گھر میں باپ اور بھائیوں کے درمیان بھی جب فرق آجاتا ہے تو وہ گھر اِنسان چھوڑ جاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں اس گھر کو بنانے کیلئے یہ سب سے بہترین عدم تشدد کا فلسفہ ہونا چاہیے دُنیا میں آپ اگر آسٹریلیا میں 91ء میں reconciliation policy آئی ہے اُس سے پہلے 64ء میں اگر یہاں آئی ہے تو اُس پر عملدرآمد کیوں نہیں ہوتا ہے؟ کیوں زبردستی ہوتی ہے؟ زبردستی نہیں ہونی چاہیے سب کو بٹھانا چاہیے سب قوموں کے نمائندوں کو بٹھانا چاہیے یہ نہیں ہے کہ زمرک ایک قوم کا نمائندہ ہے، یہاں ہر tribe ہمارا ایک trible setup ہے ہمارا ایک روایتی صوبہ ہے ہمارے یہاں روایات کے مطابق ہم اپنے فیصلے حل کرتے ہیں۔ ہم عدالتوں کو سر تسلیم کرتے ہیں ہم عدالتوں کی عزت کرتے ہیں لیکن جب تک قبیلے جرگے، مرکے ہمارے ہوتے ہیں اُس کے ذریعے جو فیصلے ہوتے ہیں تو اُن فیصلوں کو ہم تسلیم کرتے ہیں ہمارا جرگہ ہوتا ہے اُس جرگوں کو بٹھائیں، چاہے وہ بلوچ ہو چاہے وہ پشتون ہو، چاہیے آپ ہو، چاہے کوئی اور ہو، اِن کو بٹھا کے اِس کا permanent حل نکالنا چاہئے، ورنہ ہم تو تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔

جناب اسپیکر صاحب! کل آپ نے دیکھا ہمارا پیٹرول، ہمارا ڈیزل کس حد تک گیا ہمارا ڈالر کہاں پہنچ گیا ہماری جو فارن کرنسی کے جو ہمارے اکاؤنٹس ہیں وہ 2.5 billions رہ گئے ہیں اور یہ نیچے جاتے ہوئے۔ یہ عوام کیا کریں گے؟ عوام کا واحد راستہ یہی ہے کہ ہم بیٹھ کے اس ناسور سے اپنے آپ کو بچائیں اور ہمارے جو قدرتی خزانے ہیں، ہمارا جو ریکوڈک ہے ہمارا جو سینڈک ہمارا جو سمندر ہے اِس کو ہم اپنے ہاتھ میں لے لیں اور ایک ایمانداری کے ذریعے اُن کو چلائیں تو تب یہ بلوچستان کی 1 کروڑ 20 لاکھ آبادی کا کیا کوئی مسئلہ ہے؟ کوئی مسئلہ نہیں ہے اِس کی ہم تعلیم بھی پوری کر سکتے ہیں اِس کی صحت کی سہولتیں بھی پوری کر سکتے ہیں اس کو ہم صاف پانی بھی دے سکتے ہیں اس کو ہم سب کچھ دے سکتے ہیں یہی پارلیمنٹ دے سکتی ہے اور یہ پارلیمنٹ کی بالادستی ہوتی ہے کہ یہاں نمائندے جب آتے ہیں ووٹ لیکر یہ

اپنے عوام کے مسائل بھی جانتے ہیں اور اُنکا حق بھی جانتے ہیں۔کوئی باہر سے نہیں کر سکتا میں نے جب اپنے علاقے سے ووٹ لیا ہے تو میں اپنے علاقے کے مسئلوں کو جانتا ہوں میں اپنے ہر بندے کو جانتا ہوں چاہے وہ پہاڑ پر رہتا ہے چاہے وہ میدان میں رہتا ہے چاہے وہ زمین پر رہتا ہے تو مجھے پتہ ہے کہ کس علاقے میں اُنکو ہیلتھ چاہیے کہا پر پانی چاہیے کہا پر روڈ چاہیے کہا پر ایجوکیشن چاہیے لیکن ہمیں جب کہتے ہیں تو سب کچھ الزام پھر بھی پارلیمنٹ پر آتا ہے کہتا ہے کرپشن، کرپشن یہ کرپشن کون کرتا ہے؟ سیاست دان کرتا ہے، آپ کو تو اور اِدارے نظر نہیں آرہے ہیں؟ کہاں تک وہ ڈوبے ہوئے ہیں کہاں تک اُنہوں نے لوٹا ہے؟ کہاں تک وہ اِس میں گئے ہوئے ہیں؟ صرف جب بھی ملک میں کوئی خرابی آتی ہے کوئی آفت آتی ہے اللہ کی طرف سے آتی ہے یا کوئی کرپشن ہوتی ہے کہتے ہیں کہ سیاستدان ہیں اور سیاستدان ہیں، آپ سیاستدان کو چھوڑ دیں آپ سیاست کو چھوڑ دیں آزادی سے چھوڑ دیں جو جمہوریت کا اصل مقصد ہے اُس کو اگر ہم سمجھیں تو کوئی بُرائی نہیں ہوگی، سب ہمارے لوگوں کا ہم جواب دہ ہیں کوئی، یہاں پارلیمنٹ کے ہمارے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں کوئی قلعہ عبداللہ، ژوب، آپ گوادر سے لیکر، تربت سے لیکر وہاں جواب دہ کون ہونگے؟ ہم اور آپ ہیں یہاں نمائندے ہیں اُنہوں نے جواب دینا ہے، کسی اور نے جواب نہیں دینا ہے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ بیٹھ کے ہمارے جو دوستوں نے کہا ہے اِس کو مصلحت کے ذریعے حل کرنا چاہتے ہیں اور بجلی کا مسئلہ تو میں آپ سے کہہ دوں 15 سال میرے ہوگئے یہاں، اِس بجلی کا مسئلہ نہ حل ہوتا ہے نہ ہماری گیس کا مسئلہ حل ہوتا ہے۔ جہاں وفاق کے ساتھ ہمارے وسائل ہیں سب ویسے ٹپ کے ٹپ پڑے ہوئے ہیں پہلے 8 گھنٹے ملتی تھی پھر 6 گھنٹے ہوگئی، subsidy مل رہی تھی پھر 6 ہزار سے 10 ہزار ہوگئی اب اُس کو ختم کر رہے ہیں۔ اُس کو مہنگا کر کے 10,10 روپے یونٹ پر بڑھا رہے ہیں یہ کہاں تک ہمارے زمیندار بھائی اِس کو برداشت کر سکتے ہیں؟ اِس کے کسی کے پاس 20 ایکڑ زمین ہیں کسی کے پاس 30 ایکڑ زمین ہے وہ بجلی بھی نہ ملے سولر بھی نہ ملے۔ پچھلی گورنمنٹ کے بھی ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ ہم آپ کے جتنے بجلی کے جو سولر سسٹم ٹیوب ویلز ہیں ہم اُس کو سولر پر shift کریں گے وہ بھی پورا نہیں ہوتا ہے۔ جب ہمارے، ہم اپنی PSDP رکھتے ہیں بلوچستان کے level پر ہم نے 1000 ٹیوب ویلز رکھے ہیں اُس کے لئے فنڈ جب ہمارے جو share ہوتا ہے federal اور provincial level پر وہ بھی پورا نہیں کرتے ہیں فیڈرل کے پاس جاتے ہیں کہ جی ہماری حالت خراب ہے، آپ کی حالت خراب ہے بلوچستان کے NFC اور اٹھارہویں ترمیم کے تحت آپ بلوچستان کے حصوں کو cut ہی نہیں سکتے ہیں یہ آئین کا حصہ ہے تب بھی ہمیں تکلیف دیتے ہیں کبھی ہماری تنخواہوں کے پیسے نہیں ہوتے ہیں کہ ہمارا development sector بند ہوتا ہے اِس پر ہم اِنکی حمایت کرتے ہیں اور میں آج آپ سے کہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

وزیرخزانہ وخوراک: کہ ہم اور آپ مل کے کل بیٹھتے ہیں بدھ تک ہم اپنا ایک time لیتے ہیں فیڈرل منسٹر سے ہم جاتے ہیں میں بھی جاؤنگا سب جائیں گے ایک کمیٹی بنائیں گے 20 سے 30 لوگ ہیں ہمارے چار پانچ مسئلے ہیں ان سب پر بیٹھ کے وفاق سے بات کرتے ہیں کہ عزت کے ذریعے ہماری اس حیثیت کو دیکھ لیں بلوچستان کے اِس مسئلے کو حل کر کے دیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ آیا قرارداد منظور کی جائے؟

جناب چیئر مین: قرارداد منظور ہوئی۔

جناب چیئر مین: تمام سوالات defer کرتے ہیں۔

جناب چیئر مین: توجہ دلاؤ نوٹس کی طرف آتے ہیں۔

جناب چیئر مین: ملک سکندر خان ایڈووکیٹ قائد حزب اختلاف صاحب آپ اپنے توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔۔۔(مداخلت۔ بہت سے اراکین بغیر مائیک کے ایک ساتھ بولتے رہے) سوال دریافت کرنے دیں، پھر اُس کے بعد آپ کی قرارداد کی طرف آئیں گے۔ نام بھجوادیتے ہیں جو طریقہ کار ہوتا تھا نام بھجوادیتے ہیں ہم آپ کو بتاتے۔ صبح سے بات ہورہی ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! یہی فیصلہ ہوا تھا کہ سوالات defer کرتے ہیں قرارداد لے لیتے ہیں۔

جناب چیئر مین: یہ توجہ دلاؤ نوٹس ہے ایک سوال دریافت کریں گے اُس کے بعد پھر صرف سوال ہی دریافت کرنا ہے متعلقہ منسٹر ہیں نہیں ہیں؟

قائد حزب اختلاف: توجہ دلاؤ نوٹس پہلے ہوتا ہے اُس کے بعد پھر آتے ہیں۔

جناب چیئر مین: متعلقہ منسٹر ہیں؟۔۔۔(مداخلت) نہیں سوالات defer کردیئے ہیں آپ سب کے مطالبہ پر ملک سکندر صاحب آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس۔

قائد حزب اختلاف: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

وزیر مواصلات وتعمیرات: defer نہ کریں ناں انکو kill کردیں۔

جناب چیئر مین: defer کردیئے ہیں ابھی۔ رولنگ آگئی ہے۔ بیٹھ جائیں بیٹھ جائیں۔ جی ملک سکندر صاحب۔

قائد حزب اختلاف: نَحمدہٗ وَنصلی اللہ علیٰ رَسولہِ الکریم۔ اَما بعد فا اَعوذُ باللہ من الشیطٰن الرحیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ thank you جناب چیئرمین! وزیر برائے محکمہ لیبر اینڈ مین پاور کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کرواتا ہوں۔

جناب چیئرمین: Order in the House

قائد حزب اختلاف: کہ ورکرز ویلفیئر بورڈ کو بلوچستان ورکرز ویلفیئر فنڈ ایکٹ 2022ء کے تحت صوبائی حکومت کے زیر انتظام لایا جارہا ہے جبکہ صوبائی حکومت نے 2016ء میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کی قرارداد کے ذریعے اِس عمل کی مخالفت کی تھی کہ صوبے کے پاس مالی وسائل نہ ہونے کی بنا صوبہ Employees old age benefits and Institutions (EOBI)اور ورکرز ویلفیئر بورڈ کی ادائیگیوں سے فوری طور پر نبردآزما ہونے کا متحمل نہیں ہوسکتا۔کیا حکومت نے Employees old age benefits and Institutions.

جناب چیئرمین: Order in the House

قائد حزب اختلاف: (EOBI)اور ورکرز ویلفیئر بورڈ کو وفاقی حکومت کے پاس رہنے کی بابت کوئی اقدامات اُٹھائے ہیں؟تفصیل فراہم کی جائے۔

جناب چیئرمین: وزیر برائے محکمہ لیبر اینڈ مین پاور توجہ دلاؤ نوٹس کی بابت وضاحت فرمائیں۔

قائد حزب اختلاف: Since the worthy minister is not present today

جناب چیئرمین: منسٹر نہیں ہیں تو آپ کس کو متوجہ کریں گے؟ متعلقہ منسٹر نہیں ہیں۔

قائد حزب اختلاف: I am sureاور منسٹر، for the welfare of his deparment but since he is not present today.تو اُسمیں جناب!اب جب منسٹر صاحب ہونگے تو اُسمیں یہ ہوگا کہ منسٹر صاحب اپنے efforts کررہے ہیں، I am sure, no doubt یقیناً وہ محکمے کے بھی loyal ہیں،اور صوبے کے بھی loyal ہیں،اُن کی محنت ہے۔لیکن چونکہ وہ نہیں ہیں اس لیے اب اس پر مناسب یہ ہوگا کہ اُس دن رکھا جائے جب وہ تشریف لائیں۔

جناب چیئرمین: جی اسمیں چونکہ منسٹر نہیں ہیں اب متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے کہتے ہیں کہ وہ written میں لکھ کر اگلے سیشن میں لے آئیں، باقی جب منسٹر آئے گا تو پھر آپ دوبارہ بھی اُس سے پوچھ سکتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر!اس کو رکھیے جب منسٹر تشریف لائیں گے کیوں کہ اس کا تعلق اس House سے بھی ہے House کی قرارداد بھی ہے۔اب Houseاس قرارداد۔۔۔

جناب چیئرمین: ابھی تو صرف توجہ دلاؤ نوٹس ہی ہے جس پر متعلقہ منسٹر نے آپ کو جواب دینا ہے۔ابھی وہ نہیں ہیں۔

قائد حزب اختلاف: آج وہ نہیں ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو ہوسکتا ہے جناب! کہ یہ جو قرارداد پاس کی ہے۔

جناب چیئرمین: توجہ دلاؤ نوٹس پر بات نہیں ہوسکتی۔اچھا اس میں ملک صاحب متعلقہ department نے کیا

اقدامات کیے ہیں اُس حوالے سے ایک written اُن سے جواب طلب کریں گے۔ تاکہ آپ کو بھی معلوم ہو کہ department نے کیا کیا ہے۔

قائدحزب اختلاف: چیئرمین صاحب میں صرف آپ کی توجہ اس قرارداد کی طرف دلاؤں گا۔اس قرارداد کے بارے میں ایک تو آپ کوئی رولنگ پاس کردیں باقی توجہ دلاؤ نوٹس میں دوبارہ پھر رکھوں گا۔ یہ ہے مشترکہ قرارداد 18 مئی 2016ء کی اس بلوچستان کی صوبائی اسمبلی نے اس قرارداد کو پاس کیا ہے۔

جناب چیئرمین: متعلقہ جوڈیپارٹمنٹ ہے وہ written میں report اسمبلی کو بھجوادے۔

قائدحزب اختلاف: جناب چیئرمین صاحب! یہ مشترکہ قرارداد ہے House نے unanimously اس قرارداد کو پاس کیا ہے۔18 مئی 2016ء کی اسمبلی کی نشست میں عنوان بالا منظور شدہ مشترکہ قرارداد کی اطلاع بھی دے دی گئی ہے۔قرارداد یہ ہے کہ ہرگاہ اٹھارہویں آئینی ترمیم سے قبل ورکرز ویلفیئر بورڈ فنڈ آرڈیننس مجریہ 1971ء کے تحت مزدور طبقہ کی فلاح و بہبود بالخصوص پیرانہ سالی میں بیمارشدہ افراد، بیواؤں اور یتیموں کے معاملات وفاقی حکومت اولڈ ایج بینیفٹس انسٹیٹیوشن ورکرز فنڈ کے تحت ادائیگی کی جاتی تھی تاہم آئین میں اٹھارہویں ترمیم کے بعد یہ ادارہ صوبوں کو منتقل ہونے کے نتیجے میں چونکہ بلوچستان مالی وسائل میں کمی کے باعث اولڈ ایج بینیفٹس انسٹیٹیوشن (EOBI)اور ورکرز ویلفیئر فنڈ کی ادائیگیوں سے فوری طور پر نبرد آزما ہونے کا متحمل نہیں ہوسکتا۔لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ مزدور طبقے کی فلاح و بہبود، پینشن اور غیر موثر بیمہ، بیواؤں اور یتیموں کے اولڈ ایج بینیفٹس انسٹیٹیوشن اور ورکرز ویلفیئر فنڈ کی ادائیگیوں کا معاملا اپنے تحویل میں رکھے تاوقت کہ صوبے کی حالت بہتر ہوسکے۔تو میری گزارش یہ ہے کہ جناب! یہ آپ department کو رولنگ دیں کہ اس قرارداد میں کیا پیشرفت ہوئی ہے کس حد تک کام ہوا ہے؟ تاکہ اگلی دفعہ پھر اس کو یہاں سے۔۔۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے سیکرٹری صاحب! متعلقہ department کو لکھ دیں اس حوالے سے جو سوال آئے ہیں اور قرارداد آئی ہے، اُس پر کیا پیشرفت ہوئی ہے اور کتنے اقدامات کیے ہیں؟

قائدحزب اختلاف: قرارداد پر دوسری قرارداد نہیں آسکتی ہے۔قرارداد تو زندہ ہے جناب چیئرمین صاحب! اُس پر کیا عمل ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: جی جی، اُسی کے متعلق آپکو اگلے اجلاس میں further پیشرفت سے آگاہ کریں گے۔

قائدحزب اختلاف: اب یہ قرارداد اسمبلی نے پاس کی ہے it is binding. اس کو proceed ہونا چاہیے اس پر عملدرآمد ہونا چاہیے۔تو یہ آپ رولنگ دیں کہ اس پر عمل درآمد اگر نہیں ہوا ہے تو اس پر عملدرآمد کیا جائے مسئلہ حل

ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: اس پر متعلقہ department جو ہے written میں اپنی report پیش کریگا۔ ابھی 20 منٹ کا وقفہ لیا جاتا ہے۔

(وقفہ کے بعد اجلاس دوبارہ شام 7:00 بجے شروع ہوا)

جناب قائم مقام اسپیکر: ملک نصیر احمد شاہوانی صاحب! آپ قرارداد پیش کرنے کی بابت تحریک پیش کریں۔

جناب ملک نصیر احمد شاہوانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب! میں قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ ذیل قرارداد کو پیش کرنے کی بابت قاعدہ نمبر 103 کے لوازمات کو معطل کیا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک پیش ہوئی

جناب چیئرمین: آیا تحریک منظور کی جائے؟

جناب چیئرمین: تحریک منظور ہوئی۔

جناب ملک نصیر احمد شاہوانی: شکریہ، جناب اسپیکر صاحب! ہرگاہ کہ بلوچستان میں تمام بلا پیمودہ اراضیات صوبہ میں رہنے والے تمام قبائل کی ملکیت ہیں اور اس پر معزز عدالت عالیہ بلوچستان کا فیصلہ بھی آچکا ہے۔ لیکن وہ اراضیات تا حال مقامی قبائل کے نام پر منتقل نہیں ہوئی ہیں۔ جس کی وجہ سے مقامی قبائل میں اضطراب پایا جاتا ہے۔

لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ تمام بلا پیمودہ ارضیات مقامی قبائل کے نام پر فی الفور منتقل اور پورے بلوچستان میں سیٹلمنٹ کا عمل شروع کیا جائے۔ نیز گزشتہ چند سالوں کے دوران جو سیٹلمینٹ کیا گیا ہے جس میں غیر مقامی افراد کو محکمہ مال کی جانب سے الاٹمنٹ ہوئی ہے کو منسوخ کر کے ان کے خلاف تحقیقات کی جائے۔ اور وہ تحقیقاتی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: قرارداد پیش ہوئی۔ میرے خیال سے اس پر تو بات ہوگئی ہے ملک صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: بس میں دو تین باتیں کروں گا میں نے اس پر بات تو کی جناب اسپیکر صاحب! قرارداد اُسی طرح ہے کہ جس طرح میں نے کہا کہ یہ جو settlement کچھ ہوا ہے کوئٹہ کے اندر خاص کر اور اُس میں بھی بہت بڑے گھپلے ہیں اور خاص کر مال کے عملے میں اُس میں بجائے اُن کو زمینداروں کے حوالے سے اُن کو بہت سارے ایسے اُس نے فیصلے کئے ہیں جو زمینداروں سے ہٹ کر دوسرے لوگوں کو نوازا گیا ہے، حالانکہ اس بابت میں خود بھی، ہائی کورٹ کا ایک فیصلہ ہے کہ جو لوگ 1941ء اور 45ء میں اُس settlement میں شامل تھے اُن زمینداروں کو شامل کیا جائے۔ اور ساتھ ہی اور یہ بھی کہا گیا کہ tex کی مد میں جو کروڑوں روپے کا جو نقصان ہو رہا ہے اُس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے

کہ اسٹامپ پیپر پر اراضی کی خرید وفروخت کی جاتی ہے اور جس کے اندر بہت بڑے گھپلے ہیں۔تو یہ بورڈ آف رونیو کا اپنا ایک فیصلہ ہے لیکن اس کو پس پشت ڈال کر آج بھی اسٹامپ پیپر کے اوپر یہی کاروبار کیا جارہا ہے میں کہتا ہوں اس کو روکا جائے اور خاص کر مائنز کے نام پر ہزاروں ایکڑ جو بجائے اُن کو کہ وہ کسی پہاڑ کو کسی ایسی جگہ کو الاٹ کیا جائے جہاں مائنز ہو اُس کے بجائے اُس کے ساتھ ہزاروں ایکڑ زمینیں بھی کچھ ایسے لوگوں کو الاٹ کی جاتی ہیں باقی میں وہ ابھی حال ہی میں اُن کا settlement بھی ہورہا ہے۔گزشتہ 2021ء میں کچھ یہاں مشرقی بائی پاس کریش کے نام پر بہت سارے لوگوں کو زمینیں بھی الاٹ کی گئی ہیں محکمہ مائنز نے اور اُس کے بعد محکمہ مائنز نے اُن کو الاٹ کی تھیں آج مال کے عملے نے اُنہی کے نام پر اُس کو settlement کرا کے اُنہی کو ہی وہ زمینیں دی ہیں اس لیے میں گزارش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر صاحب! اس کی تحقیقات کی جائے اور مال کے عملے کو یہاں بلا کے اُس پر کمیٹی بنائے تاکہ جو پرانے جتنے بھی انہوں نے settlement کئے ہیں اُنکو منسوخ کیا جائے اور دوبارہ صاف اور شفاف settlement کا انتظام کیا جائے اور اُس میں خصوصاً موجودہ مال کے عملے کو ٹرانسفر کر کے ایماندار اور اچھے لوگوں کو شامل کیا جائے۔ بہت مہربانی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا قرارداد منظور کی جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: قرارداد منظور ہوئی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جناب اختر حسین لانگو صاحب۔رکن صوبائی اسمبلی آپ اپنی قرارداد نمبر **158** پیش کریں۔

جناب اختر حسین لانگو: اعوذ باللہ من شیطن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔قرارداد نمبر 158۔ہرگاہ کہ صوبہ بلوچستان میں صدیوں سے آباد مختلف اقوام جن میں بلوچ ،پشتون،ہزارہ ،پنجابی ،اردو،سندھی ،سرائیکی اور ہندکو زبانیں بولنے والوں کے لیے آبادکار کی اصطلاح استعمال کی جاتی رہی ہے جبکہ ان کے آباد اجداد اسی سرزمین میں مدفون ہیں اور انکی دیگر مقامی قبائل سے رشتہ داریاں بھی ہیں۔اس کے علاوہ صوبہ کے ہر شعبہ میں ان کی نمائندگی اور گرانقدر خدمات بھی ہیں۔بلوچستان میں صدیوں سے رہنے والے اقوام کو غیر مقامی کہنا اسلامی اور بلوچستان کی قبائلی روایات کے منافی ہے۔واضح رہے کہ حکومت بلوچستان محکمہ ایس ،اینڈ جی اے ڈی کے نوٹیفکیشن No.1-48/74-Cabinet(S&GAD) مورخہ 26 اگست 1974ء جو کہ بلوچستان گزٹ میں مورخہ 10 ستمبر 1974ء کو باقاعدہ طور پر شائع ہوا۔جس میں بلوچستان میں بسنے والے غیر مقامی اقوام کو مقامی قرار دیا گیا تھا لیکن تاحال اس میں تقریباً 49 سال گزرنے کے باوجود کوئی عملی اقدام نہیں اٹھایا گیا ہے۔جو کہ ان اقوام کے ساتھ سراسر زیادتی اور ناانصافی ہے۔لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے۔کہ وہ کوئٹہ میں مقامی اور آبادکار کی تفریق کو فوری طور پر ختم

کر کے مورخہ 26 اگست 1974ء کے نوٹیفیکشن کی روشنی میں ان اقوام کو لوکل سرٹیفیکیٹ جاری اور انہیں مقامی اقرار دینے کی بابت عملی اقدامات اٹھائے جائیں۔ تا کہ ان کا دیرینہ مسئلہ حل ہو۔

جناب قائم مقام اسپیکر: قرارداد نمبر 158 پیش ہوئی۔ admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

میر اختر حسین لانگو: شکریہ، جناب اسپیکر! یہ ایک بہت دیرینہ مسئلہ ہے۔ کہ یہاں جو لوگ آباد ہیں صدیوں سے اُن کے لیے لفظ settler کا استعمال کیا جاتا ہے اور اُس کی وجہ بھی یہ ہے کہ ان کی جو شناخت ہے اُس میں تفریق یہاں دو قسم کے سرٹیفکیٹس جاری ہوتے ہیں ایک لوکل certificate سرٹیفکیٹ ہے اور دوسرا ڈومیسائل privileges دونوں کے ایک ہی ہیں جو privileges لوکل سرٹیفکیٹ ہولڈرز کو حاصل ہیں وہی ڈومیسائل سرٹیفکیٹ ہولڈرز کو بھی حاصل ہیں۔ لیکن دونوں کا اجرا اور اجرا کا طریقہ کار مختلف ہے ڈومیسائل سرٹیفکیٹ لینے کے لیے تین سے چھ مہینے آپ کے کوئٹہ میں رہائش یا بلوچستان کے کسی بھی شہر میں اگر آپ رہائش اختیار کرتے ہیں۔ چاہیے وہ کسی کاروبار کے سلسلے میں آپ کی آمد ہو کسی دوسرے صوبے سے یا ملازمت کی صورت میں کوئی بھی فیڈرل سروسز کے لوگ جو بلوچستان میں پوسٹ ہوتی ہے وہ تین سے چھ مہینے اگر کہیں پر بلوچستان کے کسی شہر پر سروس کرتے ہیں اور وہاں سکونت اختیار کرتے ہیں تو وہ illegible ہوتے ہیں ڈومیسائل سرٹیفکیٹ کے۔ اب اس کو بنیاد بناتے ہوئے ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں بلوچستان کے مختلف شہروں سے جو ہمارے باہر سے آئے ہوئے آفیسران تھے اُنہوں نے اپنے ڈومیسائل بنا لیے اور بلوچستان کے نوجوانوں کی حق تلفی ہو رہی ہے ابھی حال ہی میں سینیٹ میں ایک issue اٹھایا گیا تھا یہ سال ڈیڑھ سال پہلے جس میں میر کبیر احمد محمد شہی صاحب اور ڈاکٹر جہانزیب جمالدینی صاحب جو ہمارے سینیٹر تھے بلوچستان نیشنل پارٹی کے انہوں نے اٹھایا تھا کیوں چھ ہزار سے زیادہ ملازمین وہاں فیڈرل سروسز میں ایسے بیٹھے ہوئے ہیں جن کا بلوچستان سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے صرف ڈومیسائل سرٹیفکیٹ دو چار مہینے یہاں رہنے کے بعد اُن کے باپ یا دادا نے بنوائے تھے۔ اُس حوالے سے وہ وہاں ہماری پوسٹوں پر بھی قابض ہیں اور یہاں پر حال ہی میں بولان میڈیکل کالج کی جو سیٹوں کے ٹیسٹ انٹرویوز ہوئے تھے اُس حوالے سے بھی یہاں جو انٹرویوز ہوئے تو کچھ candidates ایسے بھی آئے انٹرویوز دینے کے لیے کہ جنہوں نے ایک دن بھی بلوچستان کے کسی اسکول میں یا کسی تعلیمی ادارے میں نہیں گزرا ایک دن کی بھی اُن کی تعلیم بلوچستان کی نہیں ہے اور وہ رہائش اپنی علمدار روڈ یا طوغی روڑ کی بتاتے ہیں اُن کو یہ تک پتہ نہیں ہے کہ میزان چوک کہاں ہے۔ طوغی روڈ وہ خود جہاں وہ سکونت show کرتے ہیں اُن کے ڈومیسائل میں اُن کو یہ تک پتہ نہیں ہے کہ طوغی روڈ کوئٹہ کے کس area میں ہے۔ تو اس طرح کی چیزوں کی روک تھام کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے اور 1974ء جو نوٹیفکیشن ہے جو پولیٹیکل بنیادوں پر یا کسی بھی وجہ سے جو اُن کو رکوایا تھا فی الفور اُس نوٹیفکیشن کو بحال کیا جائے۔ اور یہاں

جو کوئٹہ کے مقامی لوگ ہیں اُن کو فی الفور لوکل سرٹیفکیٹ ڈومیسائل کے بدلے جاری کئے جائیں تاکہ بلوچستان میں یہ settler کی تفریق بھی ختم ہو۔ جناب اسپیکر! اس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اگر کسی کو جس کے باپ دادا اس سرزمین میں دفن ہیں جس کے باپ دادا کی پیدائش اس سرزمین پر ہوئی ہے۔ اگر آپ اُس کو settler کہیں گے تو اس کی ایک تو ownership آپ نے ختم کر دی اس شہر کے ساتھ اس صوبے کے ساتھ اس مٹی کے ساتھ تو اُن کی ownership کو بھی سو سال دو سو سال گزارنے کے بعد بھی وہ بیچارے احساس کمتری میں ہیں کہ جی ہم تو مقامی نہیں ہم settler ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اس احساس محرومی کو ختم کرنے کے لئے دوسرا اس سرزمین اس مٹی کے ساتھ جو اُن کی وابستگی ہے۔ اُس وابستگی کو قبول کرتے ہوئے اُن کو ownership دینے کے لئے بھی ہمیں یہ تفریق جو فی الفور ختم کرنا چاہئے۔ ایسے لوگ بھی جب بلوچستان میں حالات خراب تھے۔ اُن حالات کی وجہ سے جو یہاں سے migrate کر کے چلے گئے پنجاب یا پنڈی وغیرہ کی طرف تو وہاں جو فوتگیاں اُن کی ہوئی ہیں۔ تو اُس وقت بھی ایسے واقعات بھی ہمارے سامنے آئے کہ اُن کی باقاعدہ وصیتیں ہوئیں کہ ہماری لاش کو کوئٹہ میں یا فلاں قبرستان میں دفن کر دیا جائے۔ تو جناب والا! جو شخص یا جو قوم یا جو لوگ اس مٹی کے ساتھ اس حد تک محبت کرتے ہیں۔ کہ وہ کہیں اور دفن بھی نہیں ہونا چاہتے تو اُن کیساتھ میرے خیال سے یہ تفریق وہ انتہائی زیادتی ہے۔ اور یہ معاملہ یہ آج ہم پہلی مرتبہ اس ہاؤس میں نہیں اُٹھا رہے ہیں یہ جب میں 2002ء والے tenure میں MPA تھا اس وقت یہ قرارداد ہم نے اسمبلی سے پاس کروائی تھی۔ جب 73ء میں سردار عطاء اللہ مینگل صاحب وزیراعلیٰ بلوچستان تھے۔ میں وزیراعلیٰ صاحب کو خوش آمدید کہتا ہوں ہاؤس میں۔ جب سردار عطاء اللہ مینگل صاحب وزیراعلیٰ بلوچستان تھے تو اُس وقت بھی اُنہوں نے یہ قرارداد پاس کی تھی۔ اور باقاعدہ اس کا نوٹیفکیشن بھی کیا تھا۔ جس وجہ سے بھی یہ نوٹیفکیشن رکھوایا گیا تھا۔ تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ جناب اسپیکر صاحب! آپ کی توجہ چاہیے۔ تو جناب والا! میری اس ایوان سے یہ درخواست ہے کہ اس قرارداد کو منظور کرتے ہوئے وزیراعلیٰ بلوچستان صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں میری اُن سے بھی یہ ریکویسٹ ہے کہ 1974ء کے اُس نوٹیفکیشن کو بحال کر کے اِن لوگوں کو جو اس بلوچستان کے لوگ ہیں۔ بلوچستان میں بسنے والے لوگ ہیں۔ بلوچستان کی مٹی سے محبت کرنے والے لوگ ہیں اِن کے درمیان جو تفریق ہے۔ اور یہ جو احساس کمتری ہے اُن کے settler کا لفظ سنتے سنتے اب وہ بیچارے اس لفظ سے بے زار ہو چکے ہیں تو اس لفظ کو اس settler کے طعنہ کو ختم کر کے ہم اُن کو دل و جان سے قبول کریں اور ہم اُن کو لوکل سرٹیفکیٹ جاری کر دیں تاکہ یہ تفریق بھی ختم ہو جائے اور اس ایوان سے بھی میری یہ درخواست ہے کہ 1974ء میں جو نوٹیفکیشن ہوا تھا اس نوٹیفکیشن کو بحال کر کے اس صوبے کے بہت بڑے مسئلے کو ہمیشہ کے لئے حل کیا جائے۔ بہت شکریہ۔۔۔۔ (مداخلت)

جناب خلیل جارج (پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور): جناب اسپیکر! اِسی حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ میرے خیال سے جی میرے خیال سے سی ایم صاحب بھی speech کرنا چاہ رہے ہیں جی مختصر ایک ایک منٹ آپ دونوں بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور: اسپیکر صاحب آج کی قرارداد جو میرے بھائی اختر حسین لانگو صاحب لائے ہیں بڑی اہمت کی حامل ہے بلوچستان میں نہ صرف ہمارے پنجابی بھائیوں کے ساتھ یا دیگر اقوام کے ساتھ یہ ناانصافی ہو رہی ہیں وہاں اقلیتوں کے ساتھ بھی جناب اسپیکر صاحب! سی ایم صاحب کی ہاؤس میں موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم چاہتے ہیں کہ کو یہ لوکل/ڈومیسائل ہم محبّ وطن بلوچستانی جتنے بھی لوگ ہیں، ہم دو دو پشتوں سے یہاں بلوچستان کی سر زمین پر آباد ہیں لیکن آج دن تک ہم جناب اسپیکر صاحب! ڈومیسائل کے لئے دَھکے کھاتے ہیں۔ چاہئے وہ settler کا لفظ ہو یہ واقعی ہی ہمارے لئے ایسے ہے جیسے کسی کو شرمندگی محسوس ہوتی کہ settler لفظ کیا ہے ہم یہاں کے محبّ وطن ہیں 1857ء کی بھی قبر آپ کو گورا قبرستان میں ملے گی کرسچوں کی 1800ء سے above اِس سے پہلے ہندوستان سے جو لوگ migrate کر کے آئے تھے وہ بھی ہندو بلوچستان کا حصہ تھے۔ لہٰذا میں اس قرارداد کی پرزور حمایت کرتا ہوں۔ میں آپ سے گزرش کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو بل کی صورت میں لا کے فوری طور پر ڈومیسائل ختم کر کے لوکل کا اجرا کیا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ خلیل جارج جی قادر علی نائل صاحب۔

جناب قادر علی نائل: بہت بہت شکریہ جناب اسپیکر! اختر حُسین لانگو صاحب کی طرف سے جو قرارداد پیش کی گئی میں ہزارہ ڈیموکریٹک پارٹی کی جانب سے اُس کی حمایت کرتا ہوں۔ اس سے پہلے بھی اسی فلور پر ہم نے یہ آواز اٹھائی تھی جو settler یا آبادکار کی اصطلاع ہے اس کو ختم کیا جائے۔ اسکا استعمال ممنوع قرار دیا جائے۔ یقیناً جو باتیں اختر حُسین صاحب نے کیں وہ من وعن درست ہیں کہ جن کی نسلیں یہاں آباد ہیں۔ جنہوں نے بلوچستان اور کوئٹہ میں یہاں کی سماجی ساخت یا معاشی حالات یہاں کی تعلیم کے فروغ یہاں کا جو ایک کلچر ہے۔ جو بنانے میں ایک کردار ہے اُس کو ہم settler اور آبادکار کا نام دے کر اور مزید اُس کی توہین نہیں کر سکتے ۔ تو میرا ابھی یہی ڈیمانڈ ہے مطالبہ ہے کہ پہلے تو اس قرارداد کو آپ مشترکہ قرارداد کے طور پر منظور کرائیں اور اُس کیلئے جو ضروری چیزیں ہیں چاہئے وہ بل کی صورت میں ہو یا نوٹیفکیشن کی صورت میں ہو کیبنٹ سے ہو یا اسمبلی سے ہو وہ ضروری اقدامات کیے جائیں تا کہ یہ معاملہ مستقل طور پر حل ہو۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ آیا قرارداد نمبر 158 منظور کی جائے؟

جناب قائم مقام اسپیکر: قرارداد نمبر 158 منظور ہوئی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی مختصر پھر سی ایم صاحب تقریر کرتے ہیں۔

جناب احمد نواز بلوچ: چھ سات مہینے welcome کرتا ہوں اسمبلی میں اور اس کے ساتھ ساتھ علماء کرام کا وفد جو یہاں آیا ہے اُن کو بھی welcome کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! 12 فروری کو بابو رحیم مینگل کے گھر پر کوئٹہ میں چھاپہ پڑا ہے اور معزز ممبر احتجاجاً باہر بھی گئے ہیں۔ کہ آج briefing ہے اور اُس ٹائم اختر حسین لانگو صاحب حاجی زاہد صاحب آئی جی صاحب بھی بیٹھے ہیں اُس کے پاس بھی گئے تھے۔ کہ بابو رحیم کے گھر پر کیوں چھاپہ ہوا تو آج تک اُس کا کوئی جواب موصول نہیں ہوا ہے تو آج آئی جی صاحب بھی بیٹھے ہیں سی ایم صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ معزز ارکان کے گھر پر چھاپہ مارنا یا کوئی جواز ہے۔ آج بریفنگ بھی ہے ہمیں بتایا جائے تا کہ معزز ارکان کا جو استحقاق مجروع ہوا ہے وہ بحال ہو۔ thank you

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ احمد نواز بلوچ صاحب۔ CM صاحب آپ بات کرنا چاہ رہے ہیں؟

میر عبدالقدوس بزنجو (قائد ایوان): آج میں جو بات کرنا چاہ رہا ہوں ناں اپنی صفائی دینے کے لیے یا کسی کے بارے میں یا کسی کے خلاف یا کسی بھی مذہب اور اُس سے نہیں ہیں۔ اللہ پاک کے نظام اور اللہ پاک نے جو ہمیں system دیا ہے۔ اُس کے بارے میں آج، ہاں اگر کہیں پر میری بات سمجھ نہیں آئے یا میں بات سمجھ نہیں پایا۔ اللہ پاک کے حکم سے شاید میں اس قابل نہیں ہوں گا۔ اللہ پاک اِس قابل نہیں سمجھتا ہے کہ میں ان چیزوں کو سمجھاؤں۔ تو مجھے اللہ پاک کا بندہ سمجھ کر میری باتوں کو نظر انداز کریں اللہ پاک اگر آپ لوگوں کو توفیق دے نہیں دے جو اللہ پاک کی مرضی ہے وہی ہوگا جو اللہ پاک بہتر جانتا ہے۔ اللہ پاک اِس زمین اور آسمان کا مالک ہے۔ ہم سب اس کے پیدا کردہ انسان ہیں اور بندے ہیں اِس نظام کو challenge کرنے والی قوتیں اِس دنیا میں برباد ہوئی ہیں۔ ہم نے اگر اللہ کے نظام میں مداخلت کرنا نہیں چھوڑا تو بربادی ہماری مقدر بن جائے گی، جسطرح ہم سے پہلی قوموں کی، ہر مذہب میں اِن چیزوں کو ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ پاک رَبُ العالمین ہے۔ وہ رحمٰن ہے وہ رحیم ہے وہ کریم ہے ہم نے اپنے آپ کو فرقوں، نسلوں اور قوموں میں قید کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہم سب برابر ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس نے کسی بھی فرقے میں کسی بھی مذہب میں کسی کو بھی پیدا کیا ہم اس کو غلط نہیں کہہ سکتے کیونکہ پروردگار نے پیدا کیا ہے پروردگار کو ہم غلط کہہ سکتے ہیں؟ نہیں، ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کسی کو کس مذہب میں پیدا کیا وہ اپنے نظام میں کیا چاہتا ہے کیا نہیں چاہتا ہے۔ وہ اللہ اور اُس کے بندوں کے درمیان میں اُس کا جو بھی فیصلہ ہے اللہ پاک بہتر فیصلہ کرنے والا ہے اور بہتر سمجھانے والا ہے۔ اور اللہ کے نزدیک سب برابر ہیں۔ ہم سب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں سب ایک ہیں کوئی کسی سے نہ بڑا ہے نہ چھوٹا ہے

۔ پھر یہاں ہم نے کیوں قومیں بنائیں ۔ یہ قوم اچھی ہے یہ بری ہے یہ اللہ تعالیٰ کے نظام میں مداخلت نہیں ہے؟ یہ چھوٹے درجے کی مداخلت ہے بڑے درجے کے آگے چل کر بتاتا ہوں کہ ہم کہاں کہاں کیا کرنے جارہے ہیں کیا کررہے ہیں ۔ یہ باتیں ہیں میں جو کہہ رہا ہوں آپ یہ نہیں سمجھے مجھے اللہ کے علاوہ کسی کو جوابدہ نہیں ۔ میں اللہ کو جوابدہ ہوں اور اللہ سے ڈرتا ہوں اللہ ہی میری زندگی اور موت کا مالک ہے مجھے زمین پر جتنے موت کے ٹھیکیدار ملے ہیں مجھے اُن کی پروا نہیں ہے نہ میں اُن سے ڈرتا ہوں نہ اُن سے میرا کوئی لینا دینا ہے جب اللہ چاہے گا تو میں رہوں گا جب نہیں چاہے تو نہیں ۔ اس کی مثالیں بھی دوں گا کہ اللہ کس طرح چاہتا ہے آپ لوگوں کی وجہ سے مجھ سے تو کمرے اور باتھ روم تک بند کر دیے ۔ اللہ کہتا ہے کہ اگر مزید تنگ کیا تو انہوں نے عبرت نہیں لی اپنے آپ کو شاباشی دینا بند نہیں کیا ۔ اچھا اِس نے پلان کیا باتھ روم تک بند کر دیے کمرے بھی بند کر دیے میں بتاتا ہوں کیوں بند کر دیا ۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر ناانصافی برداشت نہیں کرتا وہ ہمیں بار بار سدھرنے کا موقع دیتا ہے جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ کی مرضی کے بغیر ایک پتا بھی نہیں ہل سکتا ۔ تو ہم انسان کون ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو طاقتور سمجھتے ہیں کیسے سمجھتے ہیں ۔ یہاں بات سمجھنے کی ضرورت ہیں ۔ عزت ، دولت سب رب کائنات کے اختیار میں ہے جب عزت ، دولت سب اُس کے اختیار میں ہے تو ہم کون ہوتے ہیں کہ اُن کو کامیابی ناکامی بھی اُسی کا اختیار میں ہے ۔ ہم یہاں بیٹھ کر کیا کر رہے ہیں کیا ایک بندہ کامیاب ہو رہا ہے ہم اُس کو ناکام کرتے ہیں ایک عزت دار بندہ ہے اُس کی عزت اُچھالتے ہیں ۔ کیا یہ بھی اللہ کے نظام میں مداخلت نہیں ہے؟ کہ آپ نے اُس کو کامیاب کیا اپنے بندوں کو حکم دیا آپ اپنی طاقت دیکھا رہے ہیں اُس کو ناکام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں عزت دار ہے اُس کو چوک میں بے عزت کرتا ہے ۔ میں اُس کی عزت ہے اُس کو میں چھپا کر رکھ رہا ہوں وہ چھپانا چاہتا ہے آپ اُس کو public کرتے ہیں ویڈیو بنا کر دیکھاتے ہیں ساری چیزیں کرتے ہیں کیا ہم اپنے اللہ کا بندہ ہیں اللہ جانے اُس کا بندہ جانے اور اُس کا نظام جانے ۔ ہم اُس کے نظام میں مداخلت نہیں کر رہے ہیں؟ کیا اِن چیزوں کو دیکھ کر میں آگے بتاتا ہوں کہ کیا ہم اُس کے مرتکب نہیں ہوں گے اللہ ہم کو چھوڑے گا کہ میرے نظام میں مداخلت کرو؟ اور کفر کرو؟ اور میں آپ کو یہ جو دکھا رہے ہیں زلزلے ، سیلاب ، طوفان ، cyclone یہ کیا ہے؟ یہ ہمیں اللہ اپنی قدرت بتا رہا ہے اللہ اپنی طاقت دکھا رہا ہے اپنا غصہ دکھا رہا ہے انسان سدھر جاؤ یہ زلزلے نے مار دیا ، زلزلے نے نہیں مارا یہ اللہ نے مارا ہے آپ کو دکھانے کے لیے آپ کہتے ہیں میں اپنے خاندان کے یہاں یہ چیزیں رکھتا ہوں میں خاندان کے لیے کما تا ہوں ، پورے خاندان ، خاندان اُڑا کر لے جاتا ہے سب کو تباہ کر دیتا ہے ۔ بھائی تم کون ہوتے ہو اپنے پیچھے لوگوں کے لیے؟ تم جا رہے ہو وہاں محشر میں ایسے بغیر کپڑوں کے ہم کھڑے ہیں وہاں پسینے نکل رہے ہیں کسی کو پتہ نہیں ہے کہ ماں کون ہے باپ کون ہے بیٹا کون ہے عزت کیا ہے ذلت کیا ہے وہاں اپنے اور اپنے پروردگار کے درمیان ہم ایک دوسرے کے سامنے نہیں ہے؟

وہاں ہماری کوئی مدد نہیں کر سکتا ہماری دعا ہمارے اعمال ہمیں کام دیتے ہیں اور ہمارا پروردگار رحمٰن جو رحیم ہے اُس کی طرف ہماری نظریں ہیں کہ کیا ہمارے ساتھ ہونے والا ہے۔ تو اِن ساری چیزوں کو دیکھنے کے بعد پھر بھی ہم نہیں سدھرتے ہیں تو میرے خیال میں شاید میرے الفاظ اور بے رف تقریر کچھ لوگوں کو سمجھ نہ آئے۔ لیکن جو بات کہنا چاہتا ہوں وہ سمجھنے کی ضرورت ہے۔ میں تمام دنیا میں رہنے والی اللہ کی مخلوق سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں اور پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ہم کہیں اللہ کے عذاب کے مرتکب تو نہیں ہو رہے ہیں؟ جو ہم حرکت کر رہے ہیں جو دیکھ رہے ہیں سمجھ رہے ہیں وہ ہمارے سامنے جو چیزیں چل رہی ہیں اِس ڈر سے کہ ہم اگر بات کرتے ہیں حق کی بات کرتے ہیں جو سمجھ ہمارے دماغ میں اللہ نے دیا اِس ڈر سے کہ سردار مارے گا فلاں مارے گا۔ اگر میں حق کی بات کروں گا مجھے ایم پی اے یا چیف منسٹری سے نکالیں گے کرتا دھرتا بھی نکال سکتے ہیں سب نکال سکتے ہیں میرے اللہ ادھر بھی موجود ہے ادھر بھی ہے کہ ایم پی اے نکال دیں، مطلب اللہ کے بعد ادھر بھی مجھے خوف ہے کہ میرا ایم پی اے بھی مجھے نکالیں گے۔ اللہ کہتا ہے اچھا میں بھی ہوں آپ کے ایم پی اے بھی نکال سکتے ہیں۔ تو مطلب مجھے اپنے اُس سے نکال۔ اپنے ایم پی اے کو، کرتا دھرتا بھی نکالتے ہیں اچھا، یہ ادھر بھی تمہارا خدا بس رہا ہے وہ بھی تم کو نکال سکتے ہیں۔ کامیاب ناکامیاب اچھا، پھر میرا نام نکال دو کہ آپ ادھر ڈرتے ہیں اور مجھے بھی خدا مانتے ہو۔ ادھر زمین پر بھی خدا مان رہے ہو۔ زمین پر عوام بھی ماریں گے کہ میں نے اگر بات کر دی مجھے زمین پر موت کے ٹھیکیدار مار دیں گے، اچھا اِدھر اور بھی تمہارا خدا ہے؟ وہ بھی تمہیں مار سکتے ہیں؟ میں تمہیں بچا سکتا ہوں میں تم کو دنیا میں لایا ہوں۔ میں تم کو آخر تک اگر چاہوں تو کسی کا باپ بھی آپ کا بال ہلا نہیں سکتا۔ لیکن تمہارے خدا زمین پر بھی ہیں چلو پھر پھر خدا، اُن کی بات مانو، میری بات نہیں مانو۔ مجھے اِس چیز کی پروا نہیں ہے کہ لوگ اِس پر طرح طرح کے الزامات مجھ پر لگاتے رہے، کوئی آج مذہب کی آڑ میں کچھ مجھ پر فتویٰ بھی اور الزامات بھی لگائیں گے۔ لیکن جو پیغام ہے وہ انسانیت کا میری پریس کانفرنس پر بھی انسانیت کے لیے ہے یہ پیغام صرف اور صرف کسی قوم مذہب کے لیے پوری انسانیت کے لیے۔ دنیا میں بسنے والے جتنے مذہب کے اسکالرز ہیں وہ اِس چیز کو ضرور سوچیں۔ کہیں اگر یہ بات دنیا میں اُن کے کام آتی ہے سسٹم کو کام آتا ہے میں please تمام ممبران سے کہتا ہوں کہ اپنی تمام چیزیں چھوڑ دیں یہ ضرور میری جو باتیں ہیں شاید میں اُس قابل نہیں ہوں اُس طرح ردم سے جیسے ثناء بلوچ کرتے ہیں یا ہمارے اسکالر جسطرح باتوں کو آگے لے جاتے ہیں۔ میں اُس طرح نہیں کروں میرے points کو ضرور نوٹ کریں کہ یہ points کیا ہم اِس دنیا میں اللہ کے نظام میں جو چیزیں چل رہے ہیں اُس میں اللہ تعالیٰ ہمارے لئے مددگار ثابت ہوگا کہ ہم چیزوں کو بہتر کریں اور اللہ انسان کو بنایا ہے دنیا بنایا ہے۔ اللہ نہ کرے اللہ نہ کرے میرے منہ میں خاک میں جو بھی کہہ رہا ہوں میرے خیال میں اگر اِس میں کوئی غلط بات ہے۔ اللہ نے ایک دنیا بنا دی وہاں یہ ساری چیزیں اللہ اِس لیے کر رہا ہے اللہ نے خوبصورت

دنیا بنائی ہے اشرف المخلوقات بنایا ہے دماغ دیا ہے ساری چیزیں دی ہیں کیا اس چیز کے لیے کہ ہم جس کو طاقت دیتا ہے وہ دوسرے کے اوپر چڑ جاتا ہے؟ اُسکو مار دیتا ہے اُس کا حق کھا لیتا ہے کیا ہم کہیں غفلت میں تو نہیں ہے؟ کہیں ہم ایسے stage پر تو نہیں ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کو ناراض تو نہیں کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے نظام میں مداخلت کر کے اللہ تعالیٰ کو غصہ تو نہیں دلا رہا ہے۔اللہ کو غصہ دلاتا ہے ہم کہتے ہیں وہ ہوا وہ ہوا، جو روڈ پر ہوتا ہے بادشاہ کو نکال دیتا ہے ارے اِس نے بادشاہ کو نکالا، اللہ کہتا ہے یہ زمین پر تھا اِس کو اپنے نام کا پتہ نہیں تھا میں نے اِس کو طاقت دی کہ تم لوگ عبرت کریں میری قدرت دیکھو۔جیسا میر انواب ثناء اللہ کو نکالا اللہ نے، صرف یہ دکھانے کیلئے کہ ایک کمزور بندہ ایک بچہ کیسے ایک سردار کے پیچھے۔میری طاقت ہے، قدرت ہے عبرت لے لیں تو بہ کریں۔واہ اُس نے کمال کیا نواب ثناء اللہ کو نکال دیا پھر دوسرا نواب بھی نکال دیا۔بھئی عبرت کر توبہ کر میری قدرت کو دیکھ، میں کمزور بندے کو بادشاہ بناتا ہوں، بادشاہ کو زمین پر لاتا ہوں، تم لوگ کہتے ہیں واہ اس نے کیا اپنے آپ کو شاباشی دیتے ہیں۔اُس کے بعد وہ ایسے ایسے کام کرتے ہیں آگے مَیں بتاتا ہوں کہ کیا کیا ہوا، اللہ تعالیٰ نے کس طرح مجھے دکھایا کہ تم کچھ نہیں ہے یہ تم کو بے وقوف بنا رہے ہیں۔مَیں تم کو بتا رہا ہوں کہ مَیں یہ کر رہا ہوں یہ سمجھ رہا ہے کہ یہ کر رہا ہے یہ کچھ بھی نہیں ہے یہ بچہ۔ مَیں اپنا بتاتا ہوں مَیں اپنے والد کے 98-1997ء میں وہ بچہ تھا جو میرا ہاتھ پکڑ کر گٹر میں پھینک دے دیتا تو مَیں کہتا کہ یہ میرا خیر خواہ ہے والد کہتا کہ سیاست تو باڑ میں گئی یہ تو دنیا میں چلنے کے قابل نہیں ہے وہی بچہ 2018ء میں وزیر اعلیٰ بن جاتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ ولد اور والدہ پھر کھانا پر بیٹھے تھے والدہ کہتی ہے کہ دیکھا آپ نے کہا تھا کہ کوئی اس کا ہاتھ پکڑ کے گٹر میں پھینکیں، اُدھر پھینکیں یہ تو اتنا serious ہے اچھا اُس وقت تو یہی تھا ابھی مجھے کیا پتہ کہ یہ کیسے ہوا اور کس طرح ہوا۔اللہ کہتا ہے کہ مَیں آپ کو اپنی قدرت دکھا رہا ہوں۔اپنی تعریفیں بند کریں میرے نظام میں دیکھیں کہ مَیں کیا کیا کر سکتا ہوں۔اِدھر آپ کسی کی تعریف کر دیں اُس بندے نے سب سے بڑی دشمنی کی، کیوں کی؟ اللہ تعریف اپنا سنتا ہے کسی سننے کو برداشت نہیں کرتا تعریف اللہ تعالیٰ کی ہے اللہ جانے اُس کا بندہ جانے۔ہمیں کیا پتہ اچھا ہے برا ہے، ہم اس چیز میں نہیں جاتے کہ اللہ کے بندے کو اللہ نے پیدا کیا، کس لیے پیدا کیا؟ ہم کہتے ہیں یہ بہت برا ہے، یہ نشئی ہے، فلاں ہے، اللہ اُسکو معتبر کر دیتا ہے یہ مثال آپ کو اس دور میں نظر بھی آ رہے ہیں۔آنکھیں بند ہیں؟ سال سے کمرے میں بند کر دیتا ہے کہتا ہے نکالو اسکو مَیں نے روکا ہوا ہے ناں؟ تم کہتے ہو یہ سوتا ہے یہ فلاں ہے، مَیں نے اس کو رکھا ہے تو نکال کر دیکھاؤ۔جتنی طاقت ہے MPAs کی آنکھ بند کر دی، عوام کی آنکھ بند کر دی، جو نکالنا چاہتے ہیں اس کو نکال نہیں سکتے طاقت رکھتے ہیں نہیں نکال سکتے، اللہ کہتا ہے مَیں دکھا رہا ہوں اپنی طاقت، نکالیں اس کو۔آگے چل کے بتاتا ہوں ابھی جام

صاحب کو وہ کہتے تھے ناں'' کہ جام صاحب بہت بولتے تھے'' آج اللہ تعالیٰ دکھائے گا کہ جام صاحب پر بھی شکرادا کرینگے، بہت کم بولتا ہے، ابھی پتہ چلے گا بولتے کیا ہے، رات کے بارہ بجے کھانا بھی وہ کریں۔ آپ کہتے تھے جام صاحب تین، چار گھنٹے، ابھی رات کے بارہ بجے اور دو بجے تک بھی اگلا دن بھی شروع ہو جائے گا۔ کوئی ہلا، اگر یہاں سے کوئی جانے کی کوشش کی۔ مَیں انتہائی اقدام اُٹھانے سے پیچھے نہیں ہٹوں گا، پتہ ہے آپ کو۔ مَیں نے جب میڈیا میں، پتہ نہیں باتیں باتیں کرتے رہتے ہیں پریس کانفرنس کی، میڈیا کے سارے لوگوں کو کھڑا کر دیا اللہ نے میرے سامنے۔ تو اِس کی بات کرتے ہیں کہ یہ دومنٹ، کسی کے لیے پتہ نہیں وہ کیا کرتا تھا، دومنٹ بھی نہیں۔ تین گھنٹے میڈیا کو suspense میں رکھا، کھڑا رہا، بات کرتا رہا، کیمرہ مین تھک گئے، رپورٹر تھک گئے، یہ کھڑا ہے، بات کر رہا ہے۔ بولتا ہے آپ کہتے ہیں دومنٹ نہیں۔ اب تمہارے سامنے تین گھنٹے سے زیادہ، لمبی تقریر کی۔ لمبی تقریر نہیں تھی اللہ کا دکھاوا تھا کہ دیکھ جس کو تم لوگ کہتے ہیں کہ دومنٹ نہیں رہ سکتا ناں، اب تم لوگ تھک جاؤ گے، مَیں نے اُسکو طاقت دی یہ کھڑا ہے۔ لیکن تم لوگ اِس چیز سے عبرت نہیں لیتے۔ بھائی وہ اتنی لمبی تقریر، وہ دکھا رہا ہے اور چیز ہے تم سمجھ اور رہے ہیں۔ وہ دکھا رہا ہے کہ جو بندہ، تم کہتے ہو کہ پانچ منٹ نہیں رہ سکتا کسی چیز کے لیے۔ مَیں تین گھنٹے تمہارے سامنے، اُسکو تھکاوٹ نہیں۔ لیکن تم لوگ۔ اچھا لمبی تقریر کی۔ وہ دکھا رہے ہیں۔ وہ نہیں دکھا رہا ہے کہ بات زیادہ کر رہا ہے۔ وہ اُس بندے کو دکھا رہا ہے کہ جس کے اوپر الزام لگا رہے ہیں کہ دومنٹ نہیں رہ سکتا ہے۔ تم لوگ تھک رہے ہیں لیکن اُسکو پرواہ نہیں ہے وہ کھڑا ہے۔ وہ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ لمبی تقریر کی لیکن کام تو اچھا کر گئے ہے ناں۔ بندہ یہ ہے۔ اللہ جانے اللہ کا بندہ جانے۔ ہم کسی پر اُنگلی اُٹھانے کا حق نہیں رکھتے۔ لیکن یہ نہیں کہتے کہ فیصلہ اچھا کیا۔ چار چار گھنٹے لیے۔ لیکن اِس نظام میں ہم نے جو فیصلے کیے، یہ پتہ ہے کیوں کیے مَیں نے؟ یہ ہمارے معاشرے نے، میرے اُوپر مسلط کیا ہے۔ مَیں آگے چل کے بتاؤں گا کہ یہ فیصلے کیوں کیے گئے ہیں؟ یہ آپ لوگوں نے، ہم لوگوں نے مجبور کیا کہ اب یہ فیصلے کریں۔ مَیں کیوں فیصلے retendering ہوئے۔ لیکن بندہ بھی سوتا ہے۔ لیکن ایم پی اے کو خوش کیا ہے۔ retendering کروا دی۔ کہ یہ سارے اختیار ٹینڈر سے سارے گئے ہیں۔ آج تک پاکستان میں کہیں پر retendering نہیں ہے۔ یہ سہرا جاتا ہے اِس اسمبلی کے ممبروں کو اور انہوں نے retendering کا فیصلہ کیا۔ اور اِس کو سب نے قبول کر دیا۔ پھر آتا ہے، اچھا میرٹ کرو گے تو ایم پی اے نکالیں گے۔ تمہارے خدا، اِدھر بھی میرٹ کا۔ مَیں میرٹ کا اعلان کر دیتا ہوں۔ یہ تمام پوسٹیں پبلک سروس کمیشن کے تھرو ہوں۔ کہیں پر کسی کا، بولتا ہے اللہ تعالیٰ کہتا ہے پھر بھی دیکھو، تم اِنکا منہ بند کر دیا ناں، کچھ نہیں کر سکے۔ تُو سو بھی رہا ہے، میرٹ بھی کر رہا ہے، سب کچھ کر رہا ہے۔ لیکن ایم پی اے کچھ بھی نہیں کر پا رہے ہیں، عوام کچھ نہیں کر پا رہے ہیں۔ کیوں نہیں کر پا رہے ہیں؟ یہ مَیں اپنی قدرت دکھا رہا ہوں۔ اُنکا منہ بند کر دیا دل میں جو بھی کچھ کر رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی

اُنکا منہ بند کرتا ہوں۔ یہاں ہمارے علمائے کرام، تمام مذاہب کے راہنما اور اسکالرز بیٹھے ہوئے ہیں مَیں اُن کو welcome کرتا ہوں۔۔۔(ڈیسک بجائے گئے) اگر کسی کا نام رہ گیا مجھے معاف کریں۔ مولانا عبدالحلیم صاحب ،قاری عبدالحفیظ صاحب، ڈاکٹر عطاء الرحمٰن صاحب، مَیں اُنکا student بھی رہا ہوں۔(الف ل م) تک اُس نے مجھے سکھایا ہے، پھر اللہ نے موقع ہی نہیں دیا توفیق نہیں دی۔ پھر والد نے بہت کوشش کی کہ مَیں تھوڑا پڑھوں۔ لیکن وہ پتہ نہیں اللہ کو کیا منظور تھا مجھے پڑھنے کا شوق نہیں تھا، پڑھ نہیں سکا۔ نہ انگلش پڑھ سکا، نہ اُردو پڑھ سکا۔ اِسی لیے میری باتوں میں نہیں جائیں۔ میرے رِدھم میں نہیں جائیں۔ میرے الفاظوں کو، اگر میرے sentence آگے پیچھے ہوتے ہیں، اِس میں آپ لوگ مجھے معاف کردیں۔ لیکن کہنا کیا چاہتا ہوں وہ کرنے کی ضرورت ہے۔ کتنے گھنٹے جاتے ہیں اُس پر بھی مت جائیں۔ کبھی کبھی اللہ کیلئے، اللہ کے بندے کو خوش کرنے کیلئے بھی اگر سمجھ نہیں آتا ناں۔ خوش کرنے کے لیے اللہ کے بندے کو بھی، اللہ کا بندہ خوش ہوا تو اللہ بھی خوش ہوجائیگا۔ میری باتیں سنیں۔ ٹی وی میں بھی جو اسکالرز تمام مذہبوں کے اسکالرز جو بھی ہیں، وہ سنیں اگر سمجھ آجائے تو صحیح ہے، نہیں آگیا تو اللہ کا بندہ سمجھ کر نظر انداز کردیں۔ فتویٰ نہیں دینا، دینا ہے تو دے دو۔ مولانا محمد ذاکر صاحب، مفتی عبدالرحمٰن شاہوانی صاحب۔ اگر نام آگے پیچھے ہوگیا تو پلیز مجھے معاف کرنا۔ مولانا انوار الحق حقانی صاحب، قاسم حسنی صاحب۔ اگر کوئی یہاں نہیں ہے بھی چلو ہماری لسٹ میں ہے۔ علماء، ڈاکٹر موسیٰ حسنی صاحب۔ انجینئر حاجی جوار رفیق صاحب۔ امیر مختار میر صاحب اور ہمارے عیسائی مذہب کے اور ہمارے ہندو مذہب کے اور ہمارے باقی فرقے کا کوئی نام رہ گیا ہے تو مجھے بتادیں مَیں اُنکا بھی لیتا ہوں، تاکہ رہ نہیں جائیں۔ کوئی یہاں بیٹھے ہوئے انکے نام رہ گئے تو مجھے بتادینا تاکہ وہ رہ نہ جائیں۔ مَیں دنیا کے تمام مذہبی اسکالرز اور اکابرین سے کہتا ہوں کہ اِس دنیا میں دیکھیں، مثالیں موجود ہیں۔ ہیروشیما پر ایٹم بم گرایا جاتا ہے اُسکو تباہ کرنے کے لیے، جاپان کو تباہ کرنے کیلئے، نیست و نابود کرنے کے لیے طاقتور امریکہ اُس پر ٹائم ایٹم بم گراتا ہے اُس کو نیست و نابود کرنے کیلئے۔ اللہ کہتا ہے کہ مَیں ایک چھوٹے سے ملک کو دنیا میں کیسے مثال بناکے، آپ نے تباہ کرنے کی کوشش کی، مَیں نے آج اُس کو دنیا کا طاقتور ترین ملک بناکے اُس کو دماغ دیا، یہاں گاڑیاں بن رہی ہیں، جہازیں بن رہے ہیں ساری چیزیں۔ کیا ہم تباہ کرسکے؟ طاقت تباہ نہیں کرسکتی ہے، اللہ نے اپنی قدرت دکھائی۔ لیکن کہتے ہیں جاپانی دیکھیں جاپانی کیسے عقلمند ہیں۔ جاپانی نہیں ہیں اللہ اپنی قدرت دکھا رہا ہے کہ آپ نے تباہ و برباد کرنے کی کوشش کی مَیں نے اُس کو معتبر کردیا، اُس کو دماغ دے دیا۔ آج وہ کہاں سے کہاں پہنچ گیا۔ اللہ اپنی قدرت کا نظام اپنی طاقت دکھا رہا ہے تم اپنی طاقت دکھاتے ہو وہ اور معتبر کردیتا ہے کسی کو آپ بے عزت کرتے ہیں اُس کو عزت دیتا ہے، آپ کے سامنے موجود ہے پاکستان میں بہت ساری مثالیں موجود ہیں پاکستان میں ایسی مثالیں اگر ہم دیکھیں میرے خیال میں ہمیں باہر جانے کی ضرورت ہی نہیں

ہے۔عمران خان وزیراعظم ہوتا ہےعزت اچھالتا ہےشہباز شریف کی گھسیٹتا ہےاُس کونیب کے کیسوں میں۔اللہ کا بندہ ہے اللہ جانے اُس کا کام جانے ،اگر آپ کے اُوپر صحیح معنی میں اگر اُس پر کیس ہیں تو اُس کو جیل میں ڈال دیں،اُس کے انجام تک پہنچادیں الزام مت لگاؤ کہ یہ بندہ خراب ہے مَیں صحیح ہوں۔یہاں مَیں اگر اُس کو اگر زمین پر اللہ معاف کرے بڑی بات سے بچائے۔اللہ جانے زرداری جانے ،اچھا ہے بُرا ہے جو مجھے نظر آرہا ہے مَیں نے دیکھا ہے زرداری نے آج تک اپنا بدلہ اللہ کے حکم سے کسی سے لیا نہیں ہے۔کسی کو،جب بھی اُس میں آیا،لیکن اُسکو کیا کیا نام دیئے گئے کہ زرداری پتہ نہیں کون سے percentage کمار ہا ہے۔پھر وہی زرداری،زرداری سب پے بھاری،اُس کو عذاب کرکے پھر بیماریوں میں لگا دیا۔بابا!اللہ کی قدرت،اللہ چیزیں دکھاتا ہے،تم لوگوں نے کیا کہا کہ یہ وہ ہے۔مَیں نے اُس کو طاقت دی،عقل دی،تو بھائی تم کیوں اللہ کے نظام میں مداخلت کرر ہے ہو؟ یہ بھی ایک قسم کی مداخلت ہے اللہ اُس کو طاقت دیتا ہے عبرت کرنے کے لیے اپنی قدرت دکھانے کے لیے۔مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو، بھائی تم کون ہوتے ہو۔مَیں وہ نام لے کر کے مجھے شرم آتی ہے کہ یہ نام اُنھوں نے لیا ہے۔وہ جو مَیں نام نہیں لوں گا۔جو ایندھن ہم استعمال کرتے ہیں گاڑیوں کے لیے اس ایندھن کا نام لیا۔مَیں اُس محترم کا اللہ جانے اللہ کا نظام جانے اور فضل الرحمٰن جانے۔اور جب وہ اللہ کا بندہ ہے مَیں کیوں نام لے لوں کہ ہم نے اُس کو وہ نام دیا۔بھئی ہم کون ہوتے ہیں کسی کو کوئی نام دینے والا۔پتہ نہیں کون سا نام۔مجھے تو شرم آتی ہے ایندھن کا نام لینے پر بھی شرم آتی ہے کہ مَیں اُس کا نام لوں۔مَیں کون ہوتا ہوں اُس کو اللہ نے پیدا کیا ہے اللہ نہیں دیکھ رہا ہے اِن چیزوں کو۔اِس طرح کئی لوگوں کو۔پھر ہمارے لوگ،عمران خان نے اُس کو کیا کیا نام دیا۔اچھا!اِس سے پہلے جو کہانیاں چل رہی تھیں،یہ ایندھن نام دیا،یہ کس نے دیا؟ جنہوں نے کہا کہ ہم روڈوں پر اسکو گھسیٹیں گے۔ہم لاہور کی روڈوں پر اس کو گھسیٹیں گے۔اللہ نے کہا اچھا تم میرے بندے کو گھسیٹو گے؟ مَیں اپنی قدرت دکھار ہا ہوں۔اللہ نے ایک دوسرے کو محتاج کر دیا۔عمران خان کو لا کر اُس کے سر پر بٹھا دیا۔سر پر بٹھا دیا سب کو اکٹھا کیا،جو روڈوں پر کھینچ رہے تھے جو ایندھن کا نام دے رہے تھے آج وہ جڑ گئے ایک ہو گئے،شہباز شریف کو لایا اور فضل الرحمٰن اور زرداری صاحب کو اُس کا ذریعہ بنایا، King-Maker کے طور پر سامنے لایا۔اور دکھا دیا کہ میری قدرت ہے، پھر کہتے ہیں،واہ کیسے انہوں نے کر دیا بھئی جڑ کر اِسکو نکالا۔ارے جڑ کر نہیں نکالا،اللہ قدرت دکھار ہا ہے کہ اُس نے اِن کو گھسیٹا،مَیں نے اِس کو بادشاہی دی اُس کو روڈ پر لے آیا۔جو دوسروں کی عزت تار تار کر رہا ہے،وہ قدرت دکھار ہا ہے اِس سے پہلے جب عمران خان آیا تو لوگوں نے کہا کہ اب یہ کرے گا تباہی مچائے گا۔اب ایسی حالت کر دی ہے عمران خان نے لوگوں نے سوچا اِس کا ٹکٹ لینے والا کوئی نہیں ہے۔اِس کا کوئی ٹکٹ نہیں لے گا۔اللہ کہتا ہے تم لوگ کون ہوتے ہو فیصلہ کرنے والے اِس کا ٹکٹ لینے والے اللہ نے اُس کو نکال کر روڈوں پر لے آیا۔وہ کہتے تھے، دیکھو کیسے مولانا فضل الرحمٰن اور زرداری

صاحب نے اور شہباز شریف نے جڑ کر کے نکالا۔ کیسے سسٹم کو بدل دیا۔ کیسے اُس کو روڈ پر لے آیا۔ اللہ کہتا ہے میری قدرت سے، تم دیکھو مَیں اپنی قدرت دکھا رہا ہوں آپ لوگ اپنی تعریفوں پر لگا رہے ہیں اِس نے اُس کو نکالا، اُس کو اِس نے نکالا۔ یہ مَیں ہوں، مَیں اپنی قدرت دکھا رہا ہوں کہ جو روڈ پر ہیں اُس کو مَیں نے ایوان میں لایا۔ جو ایوان میں تھا اُس کو روڈ میں لا یا۔ اب اُس نے عوام کو کہا چل اِسکے پیچھے لگ جا، اب لوگ، واہ یار یہ تو بڑا کمال ہو گیا۔ یہ تو عمران خان کے لیے بڑا اچھا فیصلہ ہوا۔ مَیں اپنی قدرت دکھا رہا ہوں تم کیوں نہیں سمجھ رہے ہو؟ مَیں اپنی قدرت دکھا رہا ہوں آپ اپنی ایک دوسرے کی تعریفوں میں لگے ہوئے ہو۔ اب الیکشن ہو گا اب دیکھنا عمران خان کے ساتھ کیا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کبھی تعریف برداشت نہیں کرسکتا۔ کہ تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ برائی، اللہ جانے اُس کا بندہ جانے۔ ہم نہ کسی کی بُرائی کر سکتے ہیں، نہ ہم کسی کی تعریف کر سکتے ہیں۔ جس کا، ہاں آپ نے بربادی کرنی ہے تو اللہ کے امتحان میں گزارنا ہے، اُس کی تعریف کر دیں۔ تعریف کر دی سمجھو اُس کی دشمنی کر دی۔ یہاں عاصم منیر صاحب ہمارے سب کے سامنے بہت بڑی مثال ہیں، آرمی چیف ہیں۔ کسی نے سوچا تھا کہ ریٹائرڈ منٹ کے بعد بھی آرمی سے دو دن پہلے ریٹائرڈ ہے، آرمی چیف بنا دیا اللہ نے۔ کیوں بنایا ہے پتہ ہے؟ اللہ نے یہاں اپنا نظام دکھانے کے لیے۔ لیکن ہم کیا کر رہے ہیں۔ مجھے فلاں نہیں مل رہا ہے۔ کیا پتہ عاصم منیر کی وجہ سے ہے، اُس کا جو tenure پورا نہیں ہوا تھا یہاں لوگ کہتے تھے کہ جنرل فیض آرمی چیف بنے گا، باجوہ مزید extension لے گا، یہ کرے گا۔ اللہ کہتا ہے کہ تم لوگوں کو کیا پتہ کل مَیں کیا کرنے والا ہوں۔ اُس کو پتہ تھا کہ عاصم منیر کو tenure سے پہلے جب ایک سینئر جج، ایماندار جج، sorry اچھا جنرل، اللہ جانے اُس کا بندہ جانے۔ اچھا تھا بُرا تھا وہ جانے اُسکا ایمان جانے، ہمیں پتہ نہیں ہے وہ اچھا ہے بُرا ہے مَیں کیوں اُس کے لیے امتحان، لیکن جب اُس کی عزت کو خراب کیا، ایک سینئر جج کو نکال کر جونیئر کو لایا۔ اُس کی عزت کو خراب کیا۔ اُس کے لیے ماسٹر ٹرائیل کا الزام لگوایا۔ اُس دن، ہم نے کبھی کسی نے بولا کہ اِس کے ساتھ ناجائز ہو رہا ہے۔ اللہ کو پتہ تھا کہ ناجائز ہو رہا ہے۔ اللہ نے کہا اچھا تم میرے بندے کی عزت خراب کرتے ہو۔ اُس نے اپنی پوری زندگی میں جو کیا، مَیں جانوں میرا بندہ جانے اچھا تھا بُرا تھا لیکن تم کون ہوتے ہو، ہاں اگر صحیح معنوں میں آپ کے پاس کیس ہے تو اُس کو نکال کر جیل میں ڈال دو۔ نہیں ہے تو الزام مت لگا الزام لگانا ایسا ہے کہ اُس بندے کو fevour دینا۔ جب عاصم منیر صاحب آ جاتے ہیں حافظ تو ہیں نمازی بھی ہیں، پرہیز گار بھی بہت ہیں، پتہ نہیں کس مزاج کے کون سے لوگوں کو اللہ کیسے پسند کرتا ہے، کیا ہم سے بہتر پسند کرتا ہو۔ مذہب جانے اللہ جانے۔ مَیں یہاں مذہب کو discuss کرنے نہیں آیا ہوں، اللہ کی قدرت کو discuss کرنے کے لیے آج آپ لوگوں کو یہاں بٹھایا ہوں کہ اللہ اپنی قدرت دکھاتا ہے۔ ہم ایک دوسرے کی تعریف کرتے رہتے ہیں۔ جی حافظ تھا اِسی لیے اللہ نے اپنے حافظ کو کسی کے سامنے شرمندہ نہیں کیا۔ بابا اللہ کہتا ہے مَیں اپنی قدرت دکھا رہا ہوں تم لوگ اپنے

آپ کی تعریفیں کر رہے ہو۔ مت کریں کسی کو امتیاز۔ مَیں نے شہباز شریف کو اِس لیے لایا کہ وہ ضد پر عمران خان کی ضد پر اِسکور یٹائرڈ منٹ کے بعد بھی لایا۔ وہ ذریعہ تھا یہ سسٹم دکھا رہا ہے، وہ چیزیں دکھا رہا ہے، وہ اپنی طاقت دکھا رہا ہے ہم کیا کر رہے ہیں ایک دوسرے کے لیے۔ اچھا! بلوچستان میں بڑی زبردست مثال موجود ہے، یہاں جو دنیا میں نام ہم نے سردار کھیتران صاحب کو دیا، ویسے تو ہم حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں سب برابر ہیں۔ لیکن دُنیا میں ہم نے اِس کو ایک نام دیا ہے سردار ہے کھیترانوں کا سردار ہے۔ مَیں بھی کھیترانوں میں۔ مَیں تمام قوموں میں اپنے سرداروں میں اپنا نام دیتا ہوں کہ مَیں بھی اُن قوموں کا ایک حصہ ہوں۔ اگر مجھے برداشت کر سکتے ہیں۔ سردار تو برداشت کرتا ہے شریف بندہ ہے۔ تو یہاں جام یوسف صاحب آئے۔ جام یوسف کے کاموں کو دیکھ کر اُس سے پہلے مجھے پتہ نہیں ہے، اُس سے پہلے میں بہت چھوٹا تھا بچہ تھا مجھے پتہ ہی نہیں تھا والد کہتا تھا اِس کو کوئی گٹر میں پھینکے گا۔ یہاں عبرت یہاں ہمیں اللہ کی قدرت نظر آتی ہے لیکن ہم ایک دوسرے کو شاباشی دیتے ہیں۔ جام یوسف اِس کا باپ جام غلام قادر صاحب واہ واہ وہ کیا بندہ تھا۔ یہ اِس کی حالت دیکھو۔ اچھا تم اِس کی بات کرتے ہو اگلا جام لاؤں گا، وہ تم کو سبق دے گا۔ بابا اللہ کے نظام کی، اللہ نے اُس کو اچھا بنایا، بُرا بنایا، اللہ جانے اُس کا بندہ جانے۔ کیا پتہ وہ اچھا تھا بُرا تھا۔ نہیں نہیں جام یوسف صاحب سے جام غلام قادر بڑے اچھے تھے جو سینئر یہاں بیٹھے ہیں کریم نوشیروانی والے میرے خیال میں جام غلام قادر کے دور کے یہاں نہیں ہیں۔ ملک صاحب میرے خیال میں جام غلام قادر کے دور کے ہیں، ملک سکندر صاحب! آپ 1985ء میں تھے؟ 85ء میں نہیں تھے ناں۔ تو جام غلام قادر کا دَور۔ واہ واہ جام صاحب تو بڑے اچھے تھے۔ جام یوسف صاحب کا حال نہیں تھا، پھر رئیسانی صاحب آتے ہیں۔ رئیسانی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بڑی بُردباری اور بڑا مقام دیا تھا۔ اور اُس نے ایک اچھا کام کیا جو ہمارے لیے، مَیں آگے چل کر یاد دلاتا اگر بھول گیا پھر وہ discuss کر دوں، پھر جو اپنا decision لیا ریکوڈک کے حوالے سے، یہ اُسی کی مرہونِ منت ہے آج تین سوا ارب روپے ہمارے صوبے کی انکم میں آ رہے ہیں۔ تو رئیسانی صاحب کی تعریفیں شروع ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس کو ایسے امتحان میں گزارتا ہے۔ ہائے رئیسانی صاحب یہ نہیں کر رہا ہے، دیکھو کیسا ہو گیا۔ اللہ کہتا ہے کہ مَیں کہتا ہوں کہ تم عبرت لو تم لوگ ایک دَم تعریفوں سے اُس کے character پر آ گئے ہو۔ اُس کو characterless کہنا شروع کر دیا۔ ایک دوسرے کی عزت خراب کرنے کے لیے۔ ایک دن تم لوگ کہتے ہو اچھا ہے دوسرے دن کہتے ہو یہ ہے۔ قدرت تم کو دکھا رہا ہوں اور تم لوگ اور چیزوں میں پڑے رہتے ہو۔ پھر آتا ہے ڈاکٹر مالک صاحب جو باتیں کرتے ہیں بڑی بڑی کہ مَیں یہ کروں گا مَیں وہ کروں گا۔ اللہ کہتا ہے تم کہتے ہو وہ مَیں کروں گا ناں۔ آ جاؤ، اُس کو لاتا ہے بٹھاتا ہے، اِس امتحان کی کرسی پر۔ اب کر کے دکھاؤ۔ تم کر سکتے ہو ناں تم کہتے ہو مَیں یہ کروں گا۔ اللہ جس کو چاہے اُس کو عزت دے گا۔ اُس کی نیت کے مطابق دے گا۔ اگر نیت صاف ہو گی تو بالکل اللہ تعالیٰ۔ اگر جن

کی نیت خراب ہے وہ جتنی بھاگ دوڑ کرے گا اُتنا ہی اللہ اُن کو ناکام اور نامراد کرتا ہے۔ اُس کو کبھی عزت نہیں دیتا ہے۔ نیت پر دارومدار ہے کہ میری لوگ تعریف کریں۔ تعریف تمہاری کریں گے اللہ کے عذاب سے کون بچائے گا؟ ڈاکٹر مالک صاحب بالکل واہ واہ اس سے تو پہلے والا جام یوسف بھی اچھا تھا۔ اِس سے تو نواب رئیسانی صاحب بہت اچھے تھے۔ وہ آخری ٹائم میں بھی امتحان میں تھا وہ دَور بھی اچھا تھا۔ پھر لاتا ہے نواب ثناء اللہ کو یہاں دکھانے کی ضرورت ہے یہاں سوچنے کی ضرورت ہے، طاقتور، سردار، نواب، چیف آف جھالاوان اُس کے سامنے اُس کے بچے دُنیا سے چلے جاتے ہیں شہید ہوجاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ اُس کو چیف منسٹر بنا دیتا ہے۔ چیف منسٹر بنانے کے بعد نواب ثناء اللہ بھی کہ انہوں نے یہ کیا وہ کیا، مَیں کسی کی بات نہیں کرتا اچھا ہے بُرا ہے اللہ جانے نواب ثناء اللہ جانے میرا کوئی کام نہیں ہے اِس میں کہ مَیں اُس کے خلاف بات کروں یا اُس کے حق میں بات کروں، مجھے کیا پتہ اللہ اُس کی کن باتوں سے خوش ہے۔ اچانک فیصلہ ہوتا ہے کہ نواب ثناء اللہ کو ایک کمزور بندہ ایک بچہ جو نہ MPA ہے، ڈپٹی اسپیکر چھوڑ دی، کوئی اسکو کلرک نہیں بنانے کا سوچ رہا، Under the table کوئی، اللہ تعالیٰ اُس کو لاتا ہے چیف منسٹر بناتا ہے، واہ! کیسے یار ثناء اللہ کو گرایا؟ اللہ کہتا ہے مَیں بتا رہا ہوں کہ طاقت ور کو نکال رہا ہوں ایک کمزور کو لا رہا ہوں تم عبرت کرلو، میری قدرت کو دیکھو، تم لوگ اِس کی تعریفوں پر لگے ہو۔ پھر جب کام کرتا ہے چھ مہینے میں کیا کرسکتا ہے؟ چھ مہینے میں کچھ بھی نہیں ہوسکتا ہے۔ اللہ چھ مہینے میں کیا کرسکتا ہوں مَیں کہا اِنسان کو اپنے لوگوں کو چھ مہینے میں کیا اپنا نام دکھا سکتا ہوں اللہ چھ مہینے کو ایسا معتبر کردیتا ہے لوگ واہ یار کیسے چھ مہینے میں اِس نے بڑا کمال کیا بڑا اِس نے یہ کیا کھلی کچہری لگائی، بازاروں میں گیا، ڈرامے کیا، یہ کیا وہ کیا۔ کیا کچھ نہیں صرف اور صرف کیمرہ مین کو اپنے پیچھے بھگایا، یہ ڈرامے کیا وہ ڈرامے کیا اللہ نے اُس کو معتبر کردیا اللہ نے سب کے سامنے دکھادیا۔ پھر لوگوں نے تعریف شروع کی واہ یار بڑا عقلمند ہے، بڑا یہ ہے، بابا اِس کے باپ کو پتہ تھا کہ یہ بے عقل ہے۔ تم کیسے کہتے ہو کہ عقل مند ہے، اُس کو وہ یقین نہیں کرتا جس نے دُنیا نے اُس کو، اللہ نے اُسکو ذریعہ بنایا ہے اِس میں اللہ نیکی دے۔ مَیں اپنی قدرت دکھا رہا ہوں آپ لوگ اپنے ایک دوسرے کی تعریف میں لگے ہوئے ہو۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ بڑا عقل مند ہے اب یہ بات کرنے والا ہوں جو میری history میں میرے ساتھ رہا ہے کسی کو پتہ نہیں ہے آج اِس ایوان میں بھی کسی کو پتہ نہیں۔ تین بے وقوفوں نے۔ کئی بے وقوفوں نے جو میں اپنا بچہ سمجھتا تھا انکو اپنے گھر کا کسی کے ایما پر اور پکڑے بھی گئے ہیں دیکھی بھی میں نے ساری چیزیں، سب چیزیں دیکھیں، مجھے تین سال تک ایسا بے وقوف بنایا، ایسے رگڑیں دیئے، کیا کیا نہیں دیا slow poisoning کیا، یہ کسی کے وہ نہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے، اللہ کہتا ہے نہ بڑا عقلمند ہے بے وقوفوں نے اِسکو بے وقوف بنایا تین سال اِس کو پتہ ہی نہیں چلا، یہ اِس کی حیثیت ہے میں دومنٹ میں اِس کو طاقت دیتا ہوں، دومنٹ میں عقل دیتا ہوں تم لوگ اِس کو سر پر چڑھاتے ہو، تعریفوں پر تعریفیں۔ اللہ نے مجھے ایسا دیا۔ مَیں

آپ کو بتاؤں اِس ایوان میں یہ ریکارڈ رہے کہ اللہ کبھی کسی بھی اِنسان کو ایسے امتحان میں کبھی نہیں ڈالے جو میں تین سال رہا ہوں۔ آپ لوگ کی نظر میں جو بھی تھا لیکن جس امتحان میں، کسی کے اوپر الزام نہیں لگا تا، یہ اللہ نے یہ رکھا ہوا تھا میرے لئے، پھر ایک دن آتا ہے کہ جام صاحب ہر وقت اُس کو خوف ہوتا ہے کہ مجھے خود جام صاحب کا نام نہیں لیتا ہوں جو last چیف منسٹر کیوں کہ وہ ایک character ہوتے ہیں نہ ہم لوگ ایک دُنیا میں ان چیزوں کو ایک دوسرے کو، ہم نہیں ہیں یہ اللہ کی قدرت ہے یہ چیزوں کو دکھاتا ہے۔ پھر جام صاحب آتے ہیں لوگ کہتے ہیں یار جام یوسف کیا سردار کھیتر ان صاحب آپ کو یاد ہے اُس time ہم لوگ کہتے تھے بڑا جام غلام قادر آج جام کمال نے ہمیں جب دکھایا۔ اِس کا والد جام یوسف فرشتہ تھا، اچھا بھول گیا جام غلام قادر کو؟ اِس سے یہ جام، اُسکا قصور نہیں ہے جام کمال کا قصور، اللہ نے کہا اچھا میرے بندے کو تم نے کہا خراب ہے اب پتہ چلے گا کہ خراب کیا ہے۔ یہ دن بدن ہم سمجھتے ہیں نہ نیا وزیر اعلیٰ آتا ہے اُس سے بدتر کیوں ہوتا ہے؟ وہ ہمیں بتاتا ہے کہ اگر اِس کیلئے تم کہتے ہو کہ خراب ہے اگلا اور تم کو ہمارے ایمان اور ہماری اِن چیزوں کو check کر رہا ہے۔ ہم ایک دوسرے کے، ہم کیسے کہتے ہیں خراب ہے اگر ہم نے اِس کو خراب کیا اگلا اور خراب ہو جائیگا۔ کسی کو آپ لوگوں نے کہہ دیا کہ وہ خراب ہے اللہ تعالیٰ اور امتحان میں ڈالتا ہے کہ میرے بندے کو تم کون ہوتے ہو خراب کہنے والے؟ اگر آج ہم نہیں سدھرے اِس اسمبلی میں یہاں بلوچستان کے لوگ ہم نے کسی کو کہا ہے یہ خراب ہے اگلا وزیر اعلیٰ آپ نے دیکھا جتنے وزراء اعلیٰ آئے اگلے لیس خراب نکلے کیونکہ۔ کیونکہ اللہ کہتا ہے کہ میرے بندے کو خراب کہو گے مَیں خراب دکھاتا ہوں خراب ہوتا کیا ہے؟ اگر اِس سے آگے خراب اگر ہمارے سامنے آگیا تو ہم برداشت نہیں کر پائیں گے یہ ہمارے آج سدھرنے کے دن ہیں اللہ کی قدرت کو مانیں، کسی کی تعریف کرنا ہے تو اُس کو برباد کردیں، دُشمن کی تعریف کر، اگر دُشمن میرا تو کوئی نہیں ہے میں کسی کا دُشمن نہیں ہوں۔ جو چیز ہوتی ہے اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اللہ نے ہمارے اوپر لانا ہے، اگر آپ کسی کو سمجھتے ہیں کہ تعریف کرنی ہے اُس کا کرو جو اللہ اُس کے لئے امتحان لائے، اگر جس کے دوست ہو تو اُس کی مخالفت کرو اللہ تعالیٰ اور اوپر لیجاتا ہے جیسے میں ہوں۔ مَیں آپ کو بتاؤں کیسے ہوں؟ جی جام کمال صاحب اور وہ جام کمال صاحب کا بھی بڑے بڑے طاقت ور پاکستان کا جو کرتا دھرتا ہے اسکے ساتھ ہیں اب جام صاحب کوئی نہیں نکال سکتا ہے۔ قدوس ختم ہو گیا وہ اُس نے اپنے آپ کو برباد کر دیا ہے، ارے قدوس کو کیا پتہ ہے اُس بیچارے کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ کبھی کسی نے دیکھا ہے کسی کے سامنے اُس کو کسی چیز کو کرتے ہوئے؟ وہ کرتا ہے نہیں کرتا ہے اللہ جانے اُس کا بندہ جانے ہم کون ہوتے ہیں؟ اُس بیچارے کا ہر جگہ پر ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں، سوتا ہے، کسی نے سوتے ہوئے دیکھا ہے؟ بھئی سوتا رہتا ہے۔ پتہ نہیں کیا کرتا رہتا ہے، کمرے میں کیوں بند ہوں؟ مَیں آج بتاتا ہوں کہ کمرے میں کیوں بند کر دیا آپ لوگوں نے بند کر دیا ایمان میرا ایمان بڑا مضبوط ہے اللہ کہتا ہے ایمان مضبوط ہے جاؤ آج ایمان کا

میں امتحان لیتا ہوں۔تو اب آتا ہے اچانک جام صاحب کے ذہن میں آتا ہے قدوس ختم ہوگیا ہے اب اُس کو کوئی نہیں نکال سکتا ہے، قدوس نے برباد کردیا اپنے والد کا نام برباد کردیا اپنے کو تباہ کردیا ہے یہ کردیا، اور یہاں میرا ایک منسٹر کو نکالا جاتا ہے اور اُس کو کہا جاتا ہے جو تم decision لے گا ابھی بھی آپ ہیں اگلے پانچ سال کیلئے آپ کسی کے پیچھے، جو کرنا ہے آپ کو کسی کا باپ بھی نہیں ہلا سکتا۔اچانک ایک معاملہ ہوتا ہے وہی جو character نام دیا جاتا ہے یہاں اللہ اپنا کام کرتا ہے نام دیا ہے قدوس کا وہ اپنا نظام دکھا رہا ہے۔اُس کو جو کہتا ہے یہ ختم ہوگیا اللہ تعالیٰ پورے بلوچستان، ایک بیان دیتا ہے سارے بلوچستان ایک بندے کو میں نے یہ نہیں کہا یہاں پر اتنے MPA کہیں کہ میں نے اُنکو کہا تھا آو عدم اعتماد میں ہم اکٹھے ہوجائیں گے، سب آئیں اللہ نے اُسی گھر میں بھیج دیا جس کو کہتے ہیں کہ یہ ختم ہوگیا ہے اِس نے برباد کردیا سب کو اکھٹا کیا، ثناء بلوچ جو گفتار کا ایسا ماہر ہے اگر وہ باتوں کو شروع کریں میرے خیال میں یہاں چالیس گھنٹے بھی بیٹھے ہم لوگ bore نہیں ہونگے کیونکہ ماشاء اللہ اللہ نے اسکی زبان میں مٹھاس رکھا ہوا ہے۔ سب اُدھری چلے جاتے ہیں سارے سردار، ہمارے پاس ایک گن مین نہیں ہے سردار صاحب کے پاس ہوتے ہیں سب کی security بنا دیتا ہے اللہ تعالیٰ کہ اِنکو باہر جانے نہیں دینا ہے اِنکو اکھٹے رکھنا سردار اسی لئے ایک سرداری وہ دیدیا بندوق والا کہ سب کو MPAs کو باہر جانے نہیں دیتا کہ باہر کوئی اِنکو لے جاکے یہ مہم میں جو کررہا ہوں ایسے جوڑ دیتے ہیں اکھٹے جوڑ دیتا ہے، سارے لوگوں کو اُس گھر میں لیجاتا ہے جو بالکل عوام کی نظروں میں بالکل وہ بیکار ہوگیا ہے ناکارہ ہوگیا نااہل ہوگیا لیکن اللہ تعالیٰ سب کو وہاں جوڑ دیتا ہے وہاں بٹھا دیتا ہے۔پھر کہا جاتا ہے کہ یہ آخری بندہ ہوگا ہم اِس کو گولی ماریں گے اِس کو تو نہیں چھوڑیں گے۔مَیں ایک بڑے سردار کا نام نہیں لیتا ہوں وہ کہتا ہے یار اُنہوں نے کہا کہ اِس کو آخری بندہ ہو گولی ماریں گے ہمیں ایوان میں پہنچنے نہیں دیں گے، اللہ کہتا ہے اچھا میرے بندے کو ایسے ہلکا سمجھ رہے ہو میرا بندا ہے میں جانوں میرا بندہ جانے تم کیسے اِس کو روکو گے؟ اُنکے سامنے stretcher پر اِس قابل نہیں رہتا ہے کہ وہ، وہاں پر بھی آج یہ کہتا ہے سوتا ہے نہ آپ لوگ کو پتہ ہے کہ اُدھر بھی سوتا تھا نہ کبھی آپ لوگوں سے ملا؟ نہیں ملا، لیکن آنکھیں بند کردیا ہے سوتا بھی ہے، جو بھی کرتا ہے میں اِس کو لاونگا اُدھر ہی جدھر یہ کہتے ہیں ہم روکیں گے۔بڑے بڑے ہمارے مذہبی رہنما اُدھر تھے یہاں MPA تھے کسی کو نظر نہیں آیا کہ یہ بندہ کرتا کیا ہے، کیا نہیں کرتا ہے لیکن لایا، اللہ کو پتہ تھا پہلے کیا کرتا تھا بعد میں کیا کریگا۔اللہ کے نظام کا ہمیں پتہ نہیں ہے کہ وہ کیا کرتا ہے اللہ کو پتہ نہیں تھا کہ وہ کیا کررہا ہے سوتا رہتا ہے، جب چیف منسٹر بنایا، اللہ کو پتہ نہیں ہے کہ آگے کیا کرنا ہے؟ اُس کو پتہ تھا کہ کیا کرتا ہے۔لیکن اللہ نے اُس کو یہاں لایا اور چیف منسٹر بنا دیا۔اِس کے باپ کی دُعاؤں کا نتیجہ ہے باپ کی بڑی اس نے خدمت کی ہے۔اللہ نے میرا باپ چھین لیا۔کئی لوگوں نے کہا کہ اچھا اِسکا والد پہلے تھا اِس کی دُعاؤں کے نتیجے سے آیا ہے اللہ کہتا ہے میں اپنی قدرت دکھا رہا ہوں تم لوگ اپنی تعریفوں میں لگے ہو، اللہ

نے والد چھین لیا بولتا ہے اب آ کر دکھادیں اللہ نے لا کے دکھادیا۔ سامنے سب کے لا کے دیا ہے اور کہتا ہے اب والد بھی نہیں ہے اچھا اس کو عوام کی دُعاؤں کا ہے غریبوں کی دُعا، اللہ نے مجھے کمرے میں بند کر دیا غریبوں سے ملنا بند کر دیا ایک سال ہوا میں نے کسی غریب کو نہیں دیکھا ماؤں کی دُعا ہے، چار مہینے ہوئے وہ عمرہ سے آئی ہوئی ہے میں نہیں مل سکتا ہوں، اللہ کا حکم نہیں ہے کہ میں ملوں، لوگوں کو دکھا رہا ہے کہ اچھا ماں کی دُعا ہے؟ میں اپنی قدرت دیکھا رہا ہوں پھر سب کی آنکھیں بند کر دی ہیں اسے دیکھنے سے، کہ یہ ایک بندہ اُدھر بیٹھا ہوا، عوام میں کبھی صبر کا وہ نہیں ہے جیسے MPAs دکھاتا ہے عوام نکلتے ہیں، ہمارا حق دو وہ اُنکو بھی خاموش کرتا ہے۔ لیکن کہیں پر چیزوں کو جو اپنے آپ کو سمجھتے ہیں وہ کامیابی دے سکتے ہیں ناکامی بھی دے سکتے ہیں، کسی کو مار سکتے ہیں، کسی کو بچا سکتے ہیں وہ پریشان ہے یار یہ سب کچھ سوتا بھی ہے عوام بھی خاموش ہیں اسمبلی بھی خاموش ہے، بندہ خراب ہے بھائی اللہ کی قدرت ہے دکھا رہا ہے کیوں ہم نہیں سمجھ رہے ہیں۔ کیوں اللہ کی قدرت سے مقابلہ کر رہے ہیں ہم کیوں اللہ کے نظام میں مداخلت کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اپنا نظام دکھا رہا ہے آپ طاقت دکھاتے ہیں ہم لوگ ایک دوسرے کو۔ اور ایک سال اپنے کمرے میں بند کرتا ہے، MPA کو نوازتا ہے MPA کو فنڈ دیتا ہے۔ E-tendering کروادیتا ہے۔ پھر کہتا ہے اچھا ایمان مضبوط ہے میرٹ کر تمام پوسٹیں پبلک سروس کمیشن میں دیں۔ مطلب اب ڈر ذہن میں آیا یار E- tendering کروں گا اور یہ کروں گا تو یہ MPA مجھے مار دینگے نکال دینگے، اچھا تمہارا خدا اِدھر بھی ہے یہ تم کو نکال بھی سکتا ہے، میں نے نہیں نکالا، ایک سال سے بند کیا ہوا ہے کمرے میں کوئی آپ کا بال بھیگا نہیں کر سکتا، تم کہتے ہو کہ MPA نکالیں گے مجھے عوام ماریں گے میرا فلاں کریں گے۔ پھر میں E-tendering کرتا ہوں پاگلوں کی طرح، میں میرٹ کا اعلان کر دیتا ہوں۔ اب بولو نوازتا ہے اِن MPA کو نوازا ہے اُن کے اختیار جتنے تھے tender پر تھا اور پوسٹوں پر تھا وہ تو دے دیا۔ اب MPA منسٹر بنے گا تو کیا کام کرے گا۔ آج آپ MPAs صاحبان میں آپ لوگوں سے معذرت کرتا ہوں کہ جو میں نے کیا بالکل جو نظام ہمیں دیا گیا اُس نظام میں اس کی گنجائش نہیں تھی۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ جا اپنے نظام میں عوام سے ووٹ لیں، ہمارے عوام کہتے ہیں کہ بھائی ہمارے اُن کو ووٹ کی قیمت کا پتہ نہیں ہے اُس کو شعور نہیں ہے کہ میرے ووٹ کی کیا قیمت ہے۔ وہ کیا کرتا ہے جب ہم اُن کے پاس جاتے ہیں ووٹ کے لیے تو کیا کہتا ہے ہمارا ووٹ تو ٹکری کے پاس ہے، میر کے پاس ہے، وڈیرہ کے پاس ہے، ملک کے پاس ہے، چوہدری کے پاس ہے، بھائی چوہدری صاحب ووٹ، بالکل میرے پاس دو ہزار ووٹ ہے دوں گا لیکن دس نوکری میری فیملی کے لیے بیس نوکری غریبوں کے لیے تیس نوکری میرٹ پر نہیں direct ہم کو دو گے۔ نہیں چوہدری صاحب یہ نہیں ہو سکتا، پھر راستہ وہ ہے، چوہدری صاحب دیں گے، ٹھیک ہے جب ہم دینگے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: میر صاحب! اذان ہو رہی ہے۔

(عشاء کی اذان، خاموشی)

جناب قائم مقام اسپیکر: میر صاحب دس منٹ نماز کا وقفہ دے دیتے ہیں اُس کے بعد پھر۔

جناب قائد ایوان: نہیں میرے خیال بعد میں، میں ختم کرنے والا ہوں دو تین گھنٹے بچے ہیں زیادہ نہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: نماز پڑھ کر آجاتے ہیں۔

جناب قائد ایوان: ابھی نماز کیلئے پندرہ بیس منٹ ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی۔ آپ لوگ کیا کہتے ہیں۔

جناب قائد ایوان: ابھی پندرہ منٹ نماز کے لئے ہے اللہ کی باتیں ہورہی ہیں اور اللہ کے حکم سے ہورہی ہیں۔ یہ اللہ کی باتیں میں عقل نہیں رکھتا تھا اللہ نے میرے ذہن میں ڈالی ہیں میں آج اِدھر بتا رہا ہوں۔ نماز کے لیے پندرہ منٹ ہیں۔ پانچ منٹ تو بولوں گا نہ پھر میرے دماغ میں رہ جاتے ہیں۔ چلو ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: دس منٹ کے لیے نماز کا وقفہ ہوتا ہے۔

(7 بجکر 55 منٹ پر دس منٹ نماز کے لیے وقفہ کیا گیا)

(8 بجکر 20 منٹ پر اجلاس دوبارہ جناب قائم مقام اسپیکر کی زیر صدارت میں شروع ہوا)

جناب قائم مقام اسپیکر: اسلام علیکم! تمام اراکین اسمبلی کو بتایا جاتا ہے کہ IG صاحب کی جانب سے آج امن و امان کی صورتحال پر بریفنگ دینی تھی جو کہ وقت کی کمی کی وجہ سے بروز منگل 21 فروری کو انشاء اللہ اجلاس ختم ہونے کے بعد دی جائے گی۔ جی قائد ایوان صاحب۔

جناب قائد ایوان: اِنہوں نے ردھم توڑ دیا پتہ نہیں کیا بات کر رہا تھا میں بات کا اور اُس کے ڈھنگ کا۔ یہاں پر ہمارے سینئر سیاستدان اور ہمارے colleagues جو 2002ء سے ہم لوگ آرہے ہیں زیارتوال صاحب ہم اُس کو welcome کرتے ہیں۔ اور اُس کی بہت سی یادیں بھی ہیں اور بہت ساری اُس کی باتیں بھی ہیں۔ اور سنتے تھے بھی اور اُس time بھی ہم دیکھتے تھے کہ چار چار گھنٹے بھی بولتا رہتا تھا۔ ابھی زیارتوال کو بھی چار گھنٹے بٹھائیں گے کہ ہماری باتیں بھی سن لیں۔ ہمارے کچھ مذاہب کے سکالر راہنما بھی بیٹھے ہیں جو نام اُس وقت میرے پاس لسٹ میں نہیں تھے شاید میں بھول گیا۔ پادری سائمن، ہم اُن کو بھی welcome کرتے ہیں، سنیل کمار، دلیپ کمار صاحب بھی ہیں اُن کو بھی welcome ہندو پنچایت سے۔ نظریہ سے ہمارے مہر اللہ صاحب ہے اور ہمارے شاید میں نے اُس میں نام لیا نہیں لیا شیعہ ہماری کمیونٹی سے اور شیعہ سے حاجی جواد صاحب ہیں صدر بلوچستان شیعہ کانفرنس کے، اور امیر مختار جنرل سیکرٹری ہے اور قاسم حسنی سیکورٹی انچارج اُن کو بھی welcome کرتے ہیں۔ میں پتہ نہیں کہا تھا کس جگہ پر۔ یہاں میں

MPAs کو بھی اُن کا بھی میں مشکور ہوں کہ اُنہوں نے ہر مشورے میں اپنا input دیا اور فیصلے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں ہم نے مل کر یہ فیصلے کیئے مشکل فیصلے تھے لیکن کیے۔ اس اسمبلی کے اس ایوان میں بیٹھے ہوئے آج تک یہ توفیق کسی کو نہیں ہوئی اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہمارے جتنے ممبران ہیں اُن کے قائدین نے تمام فیصلے ریکوڈک ہو، یا بلدیات کا الیکشن ہو، یا یہ جو فیصلے E-tendering اور یہ سارے مشورے سے اور اُن کے قائدین کے مشورے سے ہم نے مل کر یہ کئے۔ مشکل حالات میں اس ایوان میں موجود تمام MPAs ساتھیوں نے میرا اور ان کے قائدین نے ہمیشہ ساتھ دیا اور رہنمائی بھی کی۔ بلوچستان مشکل صوبہ ہے مشکل فیصلے کرنے پڑتے ہیں مالی طور پر خستہ حال ہے۔ لہذا جو قوتیں ہمارے حالات سے بخوبی آگاہی نہیں رکھتی ہیں ان کو ہماری فیصلہ سازی میں ہمارا تعاون کریں نہ کریں مشکلات پیدا نہ کریں۔ آئے مشاورت، احترام اور جمہوری اقدار کو تقویت دینے کیلئے صوبے کے گھمبیر مسائل کو مشکلات سے نکالنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ ہم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتوں اور جو واقعات بیان کئے ہیں اس کا مقصد اس مشکل صوبہ مشکلات کا شکار دنیا اور ہمارے ملک کو بھی خدا کے کرشمے سے بھی کرشمہ سازی کر کے خدا نکال سکتا ہے۔ سیاق وسباق سے ہٹ کر میرے بیانات اور تقریر کو پیش کرنے کے بجائے اخلاص سے جو تجاویز ہم نے دیے۔ آئے ہم سب مل کر آگے بڑھائیں تا کہ مشترکہ قائد، مشترکہ طاقت سے ہم ان اپنے ملک اور صوبہ کے مسائل حل کریں اور ایک دوسرے کا ساتھ دیں۔ یہاں پر میں تھوڑا اگر کیونکہ یہاں جتنے نمائندے بیٹھے ہوتے ہیں جتنے نیشنل اسمبلی میں ہوتے ہیں دنیا کے جتنے بھی پارلیمنٹ میں وہاں پر ہوتے ہیں تو سارے الزام کس پر آتے ہیں ہمارے پارلیمنٹ کے لوگوں پر ممبروں پر، کسی نے آج تک اپنے اندر کے مسائل کو سنے ہیں کبھی کسی نے سنا ہے کہ ان کے کتنی مشکلات سامنے آتے ہیں۔ آج جو میں نے فیصلے کئے ہیں فیصلے ہمارے حق بنتا ہے ایوان کا حق ہے اور لوگوں کو ہم نے دیا ہے ہم نے احسان نہیں کیا ہے یہ اُن کا حق ہے یہ فیصلے آج تک E-tendering میرے خیال میں یہ میرٹ اسلام آباد اور باقی صوبے اور بہت سارے ملکوں میں بھی نہیں ہے۔ لیکن ہم نے یہ مشکل فیصلے اس ایوان کے تمام ممبروں اور اُن کے قائدین کے مشورے صالح مشورے سے کیا۔ کیا ہمیں نہیں لگتا تھا کہ ہم E-tendering نہیں کریں ہمیں یہ نہیں لگتا تھا کہ ہم یہ میرٹ والی کہ ہم اپنے لوگوں نے یہ فیصلے سارے اس لیے کئے۔ کیا کبھی کسی نے سوچا ہے کہ اس ایوان میں اس لیے بتا رہا ہوں کہ یہ ریکارڈ ر ہے۔ کہ ہمیں جو نظام دیا گیا ہے ہم اس نظام میں آج یہ فیصلے کئے فیصلے آسان نہیں ہیں۔ ہم جاتے ہیں ہمیں کہا جاتا ہے کہ ہمیں نوکریاں دو، ہمیں فنڈ دو، ہمیں یہ چیز دو، ہمیں وہ چیز دو نہیں دینگے تو ہمیں وہ ووٹ نہیں دیتے ہیں ووٹ کے لیے نہیں آتے۔ اگر ہم کہیں ہاں پھر اگر نہیں دیتے پھر واپس کیسے جائینگے اُن کے پاس اگر دیتے ہیں تو میرٹ پامال ہو جاتا ہے۔ اگر یہ چیزیں لوگوں کو نہیں ملتیں ہمارے لوگوں کو قدر نہیں ہے اپنے ووٹوں کا اُن کو پتہ نہیں ہے وہ چند بوسٹوں کے پیچھے آپ اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے جا رہے ہیں

اُن کو پتہ نہیں ہے کہ ہم یہ کرنے جارہے ہیں ایسے بندے کو بھیجتے ہیں۔اور ہمارے تعلیم آفتہ لوگ جو پڑھے لکھے لوگ ہیں وہ تو اپنے میک اَپ بچانے کے چکر میں ہیں اُس میں بھی نہیں آتے اپنے حق رائے دہی استعمال کرنے وہ پولنگ اسٹیشنوں پر نہیں آتے۔کہ وہ کیسے بھئی اُن میں کون سا اچھا ہے جو اچھا ہے اُس کو دو اپنے قیمتی ووٹ کو کیوں چھپا کر رکھتے ہو۔بہر حال اانگلی تو اٹھاتے ہیں ہمارے ہر جگہ بیٹھتے ہیں میڈیا کے لوگ بیٹھتے ہیں اینکر پرسن بیٹھتے ہیں۔انگلی سیاستدانوں پر اٹھاتے ہیں ۔کیا کبھی کسی سیاستدان سے پوچھا ہے یہ دس الیکشن ہار کر ایک الیکشن میں آتے ہیں۔ہر الیکشن میں کتنا ہمیں کہا جاتا ہے ۔میرا حلقہ ابھی 55ہزار اسکوائر کلومیٹر پر محیط ہے۔کیا میں ایک پولنگ اسٹیشن میں جو 15لاکھ سے اوپر ہوتا ہے۔کیوں ہم سے جھوٹ بلوایا جاتا ہے کہ یہ آپ لکھ کر دیں کہ 15 لاکھ میں ہم نے کیا ہم بول دیتے ہیں کیا کریں ہم نہیں دیں گے ہمارا اُس میں وہ مسئلہ ہے۔دیکھیے بات یہ ہے کہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے میرے بولنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم جس ملک میں رہتے ہیں اُس کی مشکلات کو سمجھنے کی ضرورت ہے اور صوبے کے رہنے والوں کی مشکلات کو سمجھنے کی ضرورت ہے ۔سیاستدانوں پر انگلی اٹھانا چھوڑیں سیاستدان بیچارے جس حالت سے نکل کر آجاتے ہیں۔عدالتیں کہتی ہیں کہ یہ ہے وہ ہے بھئی ہر ایک بندہ اپنا کام کریں نہ اللہ تعالیٰ نے جس کو جس نظام کے لیے بنایا ہے جدھر بھیجا ہے اپنے نظام کا، پورا system کو جام کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔ہم جو مہینے مہینے سوچ کر ٹرانسفر کرتے ہیں پوسٹنگ کرتے ہیں یا کیوں decision لیتے ہیں وہ stay دیتے ہیں بھئی کس کھاتے میں stay دے رہے ہو۔جب اسمبلی نے ایوان کا جو آپ نے کہا کہ کابینہ کر دے کابینہ کرتی ہے پھر بھی آپ stay دیتے ہوں۔پھر کہتے ہیں چیف منسٹر نے کیسے decision لیا جب کابینہ سے کیا پھر بھی stay لے رہے ہیں۔بھئی کس کھاتے میں آپ stay لے رہے ہیں۔تمہارا کام ہے پاسداری کرنا تمہارا کام ہے قانون کو سنبھالنا قانون کو بنے ہوئے یہ نہیں ہے کہ آپ وہاں بیٹھ کر آپ stay دے رہے ہیں۔یہ چیزیں جو ہم کر رہے ہیں یہ ایک دوسرے کی چیزوں میں مداخلت ہے۔آپ ہمیں بلائیں ہمیں جدھر سمجھ نہیں آیا کہ بھئی یہ آپ نے کیا ہے یہ قانون کے عین مطابق نہیں ہے آپ آکر بتائیں۔آپ stay کیسے دیتے ہیں ہمیں سنیں بغیر آپ stay کیسے دیتے ہیں، بھئی آپ نے فیصلہ کیا ہے ہمیں سمجھ نہیں آرہا ہے آپ دیدیں آپ پہلے stay دیتے ہیں ہمارے فیصلے کا کیا اس ایوان کے تقدس کو پامال نہیں کر رہے ہیں ہم لوگ، کیا اس ایوان کے فیصلوں کا اور cabinet کے فیصلوں کا ۔عدالتوں کا کام ہے سنبھال لینا قانون کو سنبھال لینا جہاں سمجھ نہیں آئے لوگوں کو بلائیں ہم ایک دوسرے کی مدد کے لیے اگر ہم کہیں پر غلط ہیں بالکل وہ کر دیں۔اس طرح نہیں کہ آپ یہاں بہت چیزیں ایسی ہیں کہ ہر بندہ وہ کہے مجھے کسی چیز کا ڈر نہیں۔یہاں ہوتا ہے جو بھی سمجھتے ہیں contempt of court بھی کہتے ہیں پتہ نہیں اس طرح۔اگر کہیں سے میں سمجھتا ہوں کہ میں جو کر رہا ہوں صحیح کر رہا ہوں اور اللہ کے لیے کر رہا ہوں میں اللہ کا بندہ ہوں میں جانوں میرا اللہ جانے

۔لیکن کسی کو اجازت نہیں ہے کہ ایوان کے تقدس کو پامال کریں اور جب تک میں سیٹ پر بیٹھا ہوں ۔اگر آج کسی بھی decision کو stay دیا گیا میں خود کورٹ میں جاؤں گا بجائے کہ میرا AG جائے گا یا دوسرا، میں جاؤں گا اور بتاؤں گا کہ ہم نے کیوں کیا اور کس لیے کیا اس سے پہلے کہ آپ stay دیں ہمیں بلائیں اگر سمجھ نہیں آئے ہم آئینگے ہمیں شرم نہیں آتی ہے اپنی عدالت اپنے ججوں کے روبرو پیش ہونے سے اگر سیشن جج بھی بلائے گا میں نہیں دیکھوگا کہ میں وزیراعلیٰ ہوں میں جاؤں گا سیشن جج کے پاس میں نے اُس کو مطمئن نہیں کیا وہ اپنا کام کریں آپ کا کام ہے ہم جو قانون بنائینگے اُس کی رکھوالی کرنا ہے آپ کا کام نہیں ہے کہ ہمارے کاموں میں مداخلت کریں ۔ابھی یہ وہ ہماری مشکلات تھیں جو چیزیں میں ابھی تمام علماء تمام جو مذہبی اسکالر دنیا بھر میں یہ ہم نہیں دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس مشکل میں ہیں تمام دنیا کے channels یہ بتا رہا ہوں ۔کہ آج ان چیزوں کو تمام مذاہب کے لوگوں کو اور اُن کے کرتا دھرتا کے اُن کے سربراہوں کے سامنے ہم کب تک اللہ کے عذاب کو اللہ کے غصے کو اپنے سامنے دیکھتے ہوئے عبرت نہیں لیتے ۔کیا یہ جو سیلاب آیا اللہ خدانخواستہ، خدانخواستہ میرے منہ میں خاک، ظالم ہے کیا میرے اوپر اتنا عذاب آتا ہے کہیں نہ کہیں وہ اپنا غصہ بھی دکھاتا ہے ۔کہ انسان اپنی حرکتوں سے باز آجا، اپنے آپ کو بانٹنے سے باز آجا، لکیر کھینچنے سے باز آجا کہ آج میں یہ دکھا رہا ہوں ۔اب میں آپ کو بتاتا ہوں اگر ہم نے یہ اپنے آپ کو نہیں سنبھالا اور اللہ کی قدرت کے اللہ کے نظام میں مداخلت نہیں چھوڑا تمام مذاہب کے لوگوں کو کہہ رہا ہوں ۔کہ اگر ہم یہ سمجھتے ہیں صرف ڈرتے ہیں اس بات کے لیے کہ زمین پر بھی خدا موجود ہے ہمیں مارتا ہے ۔اس لیے کہ ہم اپنی بات نہیں کرتے میں ایک بات کرتا ہوں اگر سمجھ آجائے تمام مذاہب کے لوگوں کو کہ وہ اُن کو سمجھ بھی ہے اسکالر ہیں اُن کو سب کو سمجھ ہیں ایک ایک چیز کو سمجھتے ہیں ڈر اس بات پر ہے کہ اگر ہم نے بات کردی تو ہمارے مذہب کے خدا یہاں زمین پر بھی موجود ہے وہ ہمیں مار دے گا اگر سمجھ آگیا میں اپنی ان چیزوں کو لیکر یہ نہیں کہ یہاں مذہب کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں TV پر دیکھ رہے ہیں یا video کہیں پر چلی جاتی ہے یہ point ضرور اگر اس میں میری کمی بیشی ہے ۔تو ایک اللہ کا بندہ سمجھ کر اُس کو نظرانداز کریں اگر آپ کا ذہن مانتا ہے اس کے سننے کے بعد آپ اللہ کا عذاب غریبوں پر نہیں ہے عام آدمی پر نہیں ہے وہ لوگ جو کرتا دھرتا ہیں جو مذہب کے اسکالرز ہیں اُن کے اوپر آئے گا اور سمجھدار لوگوں کے اوپر سمجھنے کے باوجود بھی ہم اس چیز سے آگے نہیں جاتے ہیں ۔کہ ہم اس ڈر سے کہ ہم کب تک منہ چھپا کر بیٹھے رہیں گئے کب تک ہم اپنے آپ کو اس طرح برقعوں میں رکھیں گے ۔کہ نہیں نہیں ہم جو کچھ بول رہے ہیں صحیح ہے لیکن ہم آگے نہیں بڑھتے ہیں ۔آج جو بات کرنے جارہا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر ہم اللہ کے نظام میں مداخلت نہیں چھوڑی، اللہ کے نظام میں مداخلت میرے MPAs کو سمجھ تو آگیا ہوگا نہیں آیا ہوگا مذہبی رہنماؤں کو ضرور سمجھ آرہا ہے ۔اگر ہم نے اللہ کے نظام میں مداخلت کرنا نہیں چھوڑا اور کفر کرنا تمام مذہب کے لوگوں کے لیے اور کفر کرنا نہیں چھوڑا اللہ

کے اس طرح کے عذاب اب عام لوگوں کے اوپر نہیں سب سے پہلے اُن کے گریبان پر ہونگے جو سمجھتے ہوئے بھی ہم اس دنیا میں حضرت آدم علیہ سلام کو لایا اور دنیا میں کوئی لکیر نہیں کھینچی کوئی اس کو system نہیں دیا ہم نے جو دیا ہے اگر سمجھتے ہیں جو مذہب سب سے اچھا ہے اللہ تعالیٰ طاقت رکھتا ہے کوئی پتا بھی نہیں ہل سکتا کیوں ہمیں بانٹ رہا ہے اللہ تعالیٰ سب کچھ کرسکتا ہے اگر یہ اکٹھے نہیں ہوئے جڑ نہیں گئے ۔میرا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے اب ہمیں غریبوں پر نہیں ہوگا وہ جو سمجھدار لوگوں کے اوپر ہوگا۔اگر ان کو سمجھ نہیں آرہا ہے یا پھر بھی کہیں اُن کے دل پر کوئی question ہے کیونکہ open forum پر نہیں کرسکتا ہے اُن تمام علماء کرام اور تمام مذاہب کے اسکالر مذہبی رہنماؤں کو اگر کہیں پر کوئی سوال کرنا ہے تو پھر تمام مذہب کے لوگ اگر چاہیں تو وہ مجھ سے ملنے یہاں آسکتے ہیں میں ایک ایک سوال کا جواب نہیں دوں مطمئن نہیں کردوں تو۔میں اپنے MPAs کو کہتا ہوں کہ اگر آپ لوگوں نے ہر وقت ساتھ دیا اس مشورے میں بھی ساتھ ہیں آگے بھی آپ لوگوں نے جو مشورہ دیا ہے میں آپ لوگوں کی مشکلات جس مشکل جو system دیا گیا ہے اُس مشکل system میں ہم سب بیٹھے ہوئے تھے ہم نے مشورہ کیا ایک دوسرے کے مشکل جو حالات جو system میں ہم میرٹ کو کس طرح آگے بڑھائیں گے ۔تو ان چیزوں میں کہیں پر بھی کوئی لگے آپ ایک مشورہ کرکے جو بھی آپ decision لینگے مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے کہ سیٹ پر کوئی رہتا ہے نہیں رہتا ہمارے سب MPAs میرے لیے چیف منسٹر ہیں جنہوں نے یہاں مجھے اس سیٹ پر بٹھایا میرے لیے تمام MPAs اُتنے ہی محترم ہیں جتنا میں اپنے آپ کو کم اپنے MPAs کی عزت کو زیادہ احترام دیتا ہوں ۔میں اپنے تمام جو ادارے ہیں اُن کو کہتا ہوں مجھے عزت دیتے ہو نہیں دیتے ہو ہمارے فیصلوں کو ضرور ہمارے نمائندوں کو ضرور عزت دینا۔کیونکہ ہمارے نمائندے ہی وہ حق رکھتے ہیں کہ وہ فیصلہ کرتے ہیں کسی کو چیف منسٹر بناتے ہیں کسی کو قانون سازی کے لیے یہاں ہم جڑ جاتے ہیں ۔ابھی ہمارے فیصلوں کو ہمیں ہر فورم پر میں یہ کہتا ہوں کہ ہم اب اپنے فیصلوں کا حق رکھتے ہیں کہ اُن کا ہم دفاع کریں۔اور اللہ نے اور عوام نے ہمیں یہ حق دیا ہے اور ہم اپنے فیصلوں کو کسی کو چیلنج کرنے نہیں دینگے۔thank you

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ، وزیر اعلیٰ صاحب! ہم آپ کے جذبات کی قدر کرتے ہیں ۔اب اسمبلی کا اجلاس بروز ہفتہ 18 فروری 2023ء بوقت تین بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 08:بجکر 37 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆